ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

10 صفر المظفر 1442ھ | اکتوبر 2020ء

عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے
90 سال

قادیان میں امیر شریعت کا خطاب

ہمیں احرار تبلیغ کانفرنس میں لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ ہمارا مقصد بہت بلند ہے۔ ہم نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سبق سیکھا ہے، اس پر عمل کرنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی ہوگی۔

کسی مولوی کے بس کا یہ کام نہیں کہ وہ اس طرح قادیان میں آکر ڈیرہ جمائے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور جماعت کی برکت ہے۔ جماعت کے سر پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مجلس احرار اسلام غریبوں کی جماعت ہے۔ احرار کی سرگرمیوں سے کفر کے ایوانوں میں تزلزل آچکا ہے۔ مرزائیوں کی تمام رکاوٹوں اور مخالفتوں کے باوجود غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لشکرِ جرار یہاں دکھائی دے رہا ہے۔ اب قادیان میں فرزندانِ اسلام کی آواز بلند ہو رہی ہے۔

لوگ سوال کرتے ہیں کہ جب مرزائی نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں تو پھر مسلمان انہیں کافر و مرتد کیوں قرار دیتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: مرزائیوں کا قرآن وہ نہیں جو ہمارا ہے۔ انہوں نے قرآن کے معنی میں تحریف و تبدیلی کر دی ہے۔ اُن کا دعویٰ ہے کہ مسلمان گزشتہ تیرہ سو سال میں قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکے۔ مرزائی قرآن کی آیات کو مرزا قادیانی پر استعمال کرتے ہیں اور قرآن کی رُو سے اُسے پیغمبر اور نبی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ نماز، روزے کے روادار اس لیے ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مرزائی، مسلمانوں کو کفر و ارتداد کی تبلیغ کر سکتے ہیں تو ہمیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دیں۔

قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس کے انعقاد کا مقصد ہی قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دینا ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں حضور خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت نہ ہوتی تو ہم کبھی کامیاب نہ ہو سکتے۔

میں اللہ کے نام کی تکبیر کہتا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کو بیان کرتا ہوں۔

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اقتباسِ خطاب: احرار تبلیغ کانفرنس قادیان (21/ اکتوبر 1934ء)

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردارو! ایک ہو جاؤ (سید ابوذر بخاریؒ)

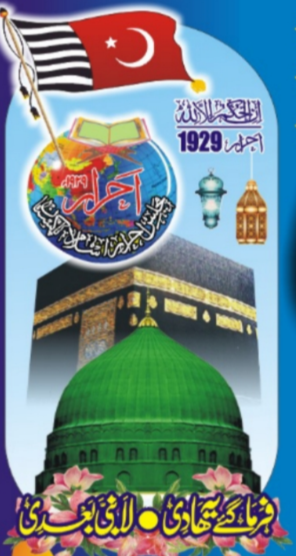

بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

43 ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس

بتاریخ 11.12 ربیع الاول ان شاء اللہ 1442

بمقام جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

قراء کرام

ابن امیر شریعت حضرت مولانا پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ بخاری صاحب حسنی حسینی
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

محترم فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد سمیر بلال صاحب حفظہ اللہ
اسلامی جمہوریہ مصر

محترم فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد سامح زینہ صاحب حفظہ اللہ
اسلامی جمہوریہ مصر

حضرت مولانا عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
خانقاہ سراجیہ کندیاں

11 ربیع الاول 1442/2020
بعد نماز مغرب
عالمی قراء کرام تلاوت کریں گے
بیانات علماء کرام

12 ربیع الاول 1442/2020
درس قرآن حکیم — بعد نماز فجر
پرچم کشائی — 8 صبح بجے
بیانات علماء کرام — صبح 10 بجے تا 1 بجے دن

بعد نماز ظہر **جلوس** بسلسلہ دعوتِ اسلام
جس میں حسب سابق قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کا فریضہ ادا کیا جائیگا
جامع مسجد احرار تا اڈا چناب نگر

ملک بھر سے علماء، مشائخ، شعراء، صحافی، مذہبی، سیاسی، سماجی راہنما، وکلاء، طلباء، زعماء احرار عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰؑ، مقام صحابہؓ، عصمت انبیاءؑ، قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام، احرار اور محاسبہ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر خطاب فرمائیں گے

شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام پاکستان

پشاور 0315-9932942	چناب نگر 0301-3138803	گجرات 0301-6221750
آزاد کشمیر 0301-5310385	ملتان 061-4511961	چیچہ وطنی 040-5482253
کراچی 0308-5838395	لاہور 042-35912644	تلہ گنگ 0300-5780390
راولپنڈی 0300-9793093	ڈسکہ 0303-4611460	سیالکوٹ 0307-6101608

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 31 شمارہ 10 اکتوبر 2020ء / صفر المظفر ۱۴۴۲ھ

Regd.M.NO.32

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

ادار یہ:	کرونا کی واپسی اور سیاسی و مذہبی ماحول میں گرما گرمی	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	تحفظ بنیادِ اسلام بل اور اہل سنت مکاتب فکر کی اے پی سی کا مشترکہ اعلامیہ	عبداللطیف خالد چیمہ	4
〃	فتنہ پرور عناصر کو لگام دی جائے!		
〃	صورتحال!		
〃	43ویں سالانہ ’’احرار ختم نبوت کانفرنس‘‘ چناب نگر (11-12 ربیع الاوّل 1442ھ)		
سرکلر:	مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس!	عبداللطیف خالد چیمہ	11
〃	مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس!	عبداللطیف خالد چیمہ	12
افکار:	’’یوم ختم نبوت‘‘ کی غیر معمولی پذیرائی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	15
〃	فیٹف قانون سازی.....سخن میں پھول ہیں اور سانپ آستیں میں ہیں	پروفیسر عبدالواحد سجاد	17
〃	موٹر وے واقعہ، این جی اوز اور میڈیا کا کردار	وحید مراد	20
〃	سندھ کا ہیرو کون؟ محمد بن قاسم یا راجا داہر؟	شاہنواز فاروقی	34
دین و دانش:	سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ	حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ	37
〃	صفر کا مہینہ	حبیب الرحمٰن بٹالوی	39
ادب:	نعت	حافظ لدھیانوی مرحوم	41
مطالعہ:	مرزا قادیانی کے اخلاق	خالد محمود	43
قادیانیت:	مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دس عقلی دلائل	مفتی تنویر الحسن احرار	44
نقد و نظر:	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ایک مظلوم فقیہ و محدث	مولانا مفتی یاسر ندیم الواجدی	46
تاریخ احرار:	تاریخ احرار	مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ	51
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	60
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— 300/- روپے

بیرون ملک ——— 5000/- روپے

فی شمارہ ——— 30/- روپے

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوۃ مجلس احرار اسلام پاکستان

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

سید محمد کفیل بخاری　دل کی بات

کرونا کی واپسی اور سیاسی و مذہبی ماحول میں گرما گرمی

ایک طرف تو پوری قوم کو کرونا وباء کی واپسی کی نوید مسرت سننے کو مل رہی ہے لیکن دوسری طرف سیاسی و مذہبی ماحول میں برہمی اور گرما گرمی پیدا ہوگئی ہے۔ محرم الحرام کے ابتدائی دنوں میں حکومت کی ناک کے عین نیچے اسلام آباد میں ایک بدباطن شخص آصف رضا نے مذہب کے نام پر منعقدہ ایک مجلس میں خلیفۂ بلافصل رسول امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہرزہ سرائی و گستاخی کی۔ ملک بھر میں مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا لیکن 10 محرم کو کراچی میں جلوس کے دوران دوسرے خبیث و بدباطن نے اپنی دعا میں سرعام امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ و سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں۔ اسی طرح ملک کے مختلف شہروں میں ایک منظّم منصوبہ بندی کے تحت اس عمل قبیح کا اظہار کیا گیا۔ کراچی کی ''دعائیہ گالیاں'' تو ایک نجی ٹی وی چینل سے براہ راست نشر ہوگئیں۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کا شدید ردّعمل سامنے آیا۔ اسی گروہ کے ایک عالم نے الزام لگایا ہے کہ

> ''ہم نے آصف رضا کی تقریر پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ حکومت نے پابندی ختم کی، اسلام آباد میں اس سے فرقہ وارانہ تقریر کروائی اور مختلف شہروں سے چن چن کر سامعین لائے گئے''

اہل سنت اتحاد (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث) کے رہنماؤں نے الزام عائد کیا ہے کہ وزیر اعظم کے معاون خصوصی زلفی بخاری اس فساد کا مرکزی کردار ہیں۔ جنھوں نے ملزم آصف رضا کے خلاف ایف آئی آر درج ہونے کے باوجود اسے لندن فرار کرایا۔ یہی زلفی بخاری پاکستان میں کرونا وباء کے پھیلاؤ کا بھی ذمہ دار ہے۔ جس نے کرونا کے مریض زائرین کی ایک بہت بڑی تعداد کو نا صرف ایرانی بارڈر سے پاکستان داخل ہونے دیا بلکہ انہیں قرنطینہ میں رکھے بغیر پورے پاکستان میں پھیلا دیا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی کے پے در پے واقعات کے ردّعمل میں دیوبندی مکتب فکر نے سب سے پہلے کراچی میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی سرپرستی میں عظمت صحابہ کے دفاع میں تاریخ ساز پرامن ریلی نکالی، پھر بریلوی مکتب فکر کی طرف سے حضرت مفتی منیب الرحمٰن صاحب کی قیادت میں دوسری بڑی ریلی نکلی اور تیسری ریلی اہل حدیث مکتب فکر نے نکالی۔ اسلام آباد میں بھی بہت بڑی ریلی نکالی گئی جبکہ 24 ستمبر 2020ء کو ملتان میں تینوں مکاتب فکر اور دینی جماعتوں نے مل کر عظیم الشان اور تاریخ ساز عظمت صحابہ و اہل بیت ریلی کے ذریعے اپنے عقیدہ و فکر کا پرامن اظہار کیا۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور آئندہ دنوں میں گوجرانوالہ و لاہور میں بھی اجتماعات منعقد ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اس سارے پیش منظر کی آڑ میں جو بھیانک کھیل کھیلا گیا وہ قوم و ملک کے خلاف ایک گھناؤنی سازش ہے جسے فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دے کر ایف اے ٹی ایف بل کی صورت میں مکمل کیا گیا۔ یہ بل قومی اسمبلی نے دو دفعہ سینٹ

میں بھیجا اور سینٹ سے منظور نہ ہونے پر تیسری مرتبہ دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں اچانک منظور کرالیا گیا۔ جس کے حق میں اپوزیشن کی دو پارٹیوں کے بعض ارکان سے بھی ووٹ ڈالوائے گئے۔ مذہبی قوتیں عظمت صحابہ ریلیوں میں مشغول تھیں۔ اور بل کے خلاف ممکنہ احتجاج کو بڑی تکنیک کے ساتھ روک لیا گیا۔ ایف اے ٹی ایف بظاہر پاکستان کو گرے لسٹ سے نکالنے کے لیے منظور کیا گیا لیکن دراصل یہ بل پاکستان کی دینی قوتوں کو دیوار سے لگانے اور پوری قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی خوفناک سازش ہے۔ صدر مملکت کے دستخط کے بعد یہ قانون، غلامی کے دائمی پھندے کی صورت میں پاکستان کے ہر شہری کے گلے میں فٹ ہوجائے گا۔ بل کی منظوری کا مطلب ہے کہ پاکستان کی پارلیمنٹ ربر سٹیمپ ہے۔ ایف اے ٹی ایف سُپر ہے۔ وہ پاکستان میں جب اور جو چاہیں قانون بنوا سکتے ہیں۔ کل کو وہ مسئلہ کشمیر سے دستبردار ہونے کا حکم صادر فرمادیں، آئین کی اسلامی دفعات ختم کرادیں، قادیانیوں کے حوالے سے قانون تبدیل کرادیں اور توہین رسالت کا قانون ختم کرادیں تو انہیں کوئی روک ٹوک نہیں ہوگی۔ حال ہی میں سینٹ میں عائلی قوانین میں ترمیم کا بل پیش کیا گیا جو قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور نے متفقہ طور پر مسترد کردیا۔ سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری کا کہنا ہے کہ ’’بل کی تمام تجاویز غیر شرعی، ہمارے معاشرے سے متصادم اور آئین کے خلاف تھیں‘‘۔ وطن عزیز کو این جی اوز اور ایف اے ٹی ایف کے حوالے کر کے غلامی کے تاریک غار میں دھکیل دیا گیا ہے۔ ملک کی آزادی وخود مختاری، آئین کی بالادستی اور پارلیمنٹ کی حیثیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ عالمی استعماری ڈرامے میں ہمارے حکمران ڈبل رول پلے کر رہے ہیں۔ ریاست مدینہ کا نام لے کر سرکار مدینہ حضور خاتم النبیین سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطاء کیے ہوئے نظام سے بغاوت کی جارہی ہے۔ اُدھر اپوزیشن پارٹیوں کی اے پی سی نے حکمرانوں کے اوسان خطا کر دیے ہیں۔ پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ (پی ڈی ایم) کا قیام عمرانی حکومت کے لیے بڑا چیلنج بن سکتا ہے۔ اے پی سی کے اعلامیے پر پہلا حکومتی ردعمل شہباز شریف کی گرفتاری اور زرداری پر فرد جرم عائد ہونے کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کی برہمی اور سخت تقاریر مستقبل میں کسی طوفان کی خبر دے رہی ہیں۔ ملکی معیشت کی بربادی، کمرتوڑ مہنگائی، ادویات کی قیمتوں میں اچانک بے پناہ اضافہ، بیروزگاری اور جان ومال کے عدم تحفظ اور معیشت کی بربادی نے نااہل حکمرانوں کی قابلیت وصلاحیت کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ ملک کا سیاسی ومذہبی موسم سخت گرم ہے اور یہ فضا انتہائی تشویش ناک ہے۔ اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو عقل سلیم عطاء فرمائے اور وہ پاکستان کے خلاف عالمی استعمار کی منصوبہ بندی کا حصہ بننے کی کوشش نہ کریں۔ پاکستان دشمن قوتیں یہاں عراق وشام اور لیبیا جیسے حالات پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ ہمیں بہرحال ان سازشوں کو ناکام بنانا ہے۔ اور یہ آئین وقانون کے احترام وعمل داری کے بغیر ممکن نہیں۔ حکمران ملک کی نظریاتی سرحدوں کے بقاء وتحفظ، تمام مسالک کے مقدسات کا احترام وتحفظ اور توہین کی روک تھام، حقیقی عوام کو حقیقی عدل وانصاف کی فراہمی اور سیاسی ومعاشی استحکام کو یقینی بنائیں۔

☆......☆......☆......☆

عبداللطیف خالد چیمہ

تحفظ بنیاد اسلام بل اور اہل سنت مکاتب فکر کی اے پی سی کا مشترکہ اعلامیہ

22 جولائی 2020 کو پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں تحفظ بنیاد اسلام بل کو متفقہ طور پر منظور کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی ذات، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات انبیاء کرامؑ، حضرات صحابہ کرام وصحابیات، خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار، اسلام کی مقدس ہستیوں پر تنقید نہ کرنے کے حوالے سے ممانعت کا بل ہے۔ اس بل کا ملک بھر سے خیر مقدم کیا جا رہا تھا کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں ہی 18 ممبران نے اس بل پر جارحانہ تنقید شروع کر دی اور کہا کہ ہمیں اندھیرے میں رکھ کر بل پاس کیا گیا، حالانکہ ان 18 ممبران نے 22 جولائی کو بل کی قرارداد کی مکمل حمایت کی تھی اس قسم کی صورت حال میں تیزی آئی اور شیعہ مکتب فکر کی جانب سے امت کے 14 سو سالہ متفق علیہ عقائد اور مسلمات پر تنقید حد سے بڑھ گئی تو امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کے نامور فرزند اور جانشین شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی جمعیت علماء اسلام پاکستان (س) کے سیکرٹری جنرل عبد الرؤف فاروقی اور راقم الحروف کی باہمی مشاورت کے بعد (دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث) اہل سنت کے مختلف مکاتب فکر اور علمی حلقوں کی ایک مشترکہ اے پی سی طے ہوئی۔ اجلت میں رابطوں کے بعد یہ اے پی سی 9 اگست اتوار کو ظہر کی نماز کے بعد مرکزی دفتر مجلس احرار اسلام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوئی جس کی صدارت بزرگ عالم دین اور جمعیت علماء اسلام (س) کے نائب امیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن درخواستی نے کی اس اے پی سی میں مولانا زاہد الراشدی، لیاقت بلوچ، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا محمد احمد لدھیانوی، سید محمد کفیل بخاری، حافظ عبدالغفار روپڑی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، عبدالرؤف ملک، حافظ زبیر احمد ظہیر، قاری محمد زوار بہادر، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، حافظ اسعد عبید، مولانا محمد اشرف طاہر، قاضی ظفر الحق، مولانا عبدالخالق ہزاروی، حافظ احمد علی، قاری جمیل الرحمٰن اختر، علامہ محمد یونس حسن، محمد طیب قریشی ایڈووکیٹ، حافظ محمد نعمان حامد، مولانا اسد اللہ فاروق، مولانا محمد اسید الرحمٰن سعید، رانا مقصود الحق ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، مفتی عبدالحفیظ، مولانا عتیق الرحمٰن ارشد، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، مولانا تنویر الحسن احرار، قاری محمد قاسم بلوچ، قاری محمد طیب حنفی، قاری علیم الدین شاکر، مولانا الطاف حسین گوندل، اور کئی دیگر رہنما اور شخصیات شریک ہوئیں جبکہ گفتگو کرنے والوں میں جمعیت علما اسلام، جمعیت علماء پاکستان، مرکزی جمعیت اہل حدیث، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، جماعت اہل حدیث، مجلس احرار اسلام، جماعت اسلامی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان شریعت کونسل، پاکستان علماء کونسل، متحدہ علماء کونسل، تنظیم اسلامی، اہل سنت والجماعت، تحریک نفاذ امتناع قادیانیت آرڈیننس، کے علاوہ کئی دینی اداروں کے نمائندہ حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں درج ذیل مشترکہ اعلامیہ منظور کیا گیا جس کا اعلان مولانا عبدالرؤف فاروقی نے تمام جماعتوں کے رہنماؤں کی موجودگی میں پریس کانفرنس میں کیا جو درج ذیل ہے۔

اہل سنت کے مختلف مکاتب فکر اور علمی حلقوں کا یہ نمائندہ اجتماع پنجاب اسمبلی میں ''تحفظ بنیاد اسلام بل'' کی

منظوری کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور اسے اسلام کی مقدس ہستیوں اور بزرگوں کے ساتھ ارکان اسمبلی کی محبت وعقیدت کا مظہر قرار دیتے ہوئے صوبائی حکومت، سپیکر پنجاب اسمبلی، بل کے محرکین اور تمام ارکان کو مبارکباد دیتا ہے اور امید کرتا ہے کہ یہ بل جلد از جلد قانونی صورت اختیار کر کے نافذ العمل ہو جائے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ازواج مطہرات، اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عزت و ناموس ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد اور محبت و عقیدت کا اظہار اس کے دینی واجبات میں شامل ہے۔ اس لیے اس بل پر مسلمانوں کے مختلف طبقات کے علمائے کرام و عوام کی طرف سے خوشی کا اظہار فطری امر ہے۔ جس کا اظہار کم وبیش ہر سطح پر ہو رہا ہے، اور ہونا بھی چاہیے۔

اس بل پر تحفظات کے عنوان سے بعض حلقوں کی طرف سے مقدس ہستیوں کے تقدس اور حرمت کو متنازع بنانے کی مذموم کوششیں بھی اس دوران سامنے آئی ہیں۔ جو کسی صورت میں قابل برداشت نہیں ہیں اس لیے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی حرمت و تقدس پر تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ اکابر اور علمائے کرام نے ہمیشہ مثبت افکار و جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اور اس حوالہ سے کسی منفی تاثر کا اظہار نہ صرف مقدس ہستیوں کی حرمت و تقدس کے متفقہ موقف کے منافی ہے بلکہ فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دے کر خلفشار کو بڑھانے کی کوشش ہے۔ جس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ اس لیے یہ اجلاس ایسے عناصر کو خبردار کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ ان کی اس قسم کی سرگرمیاں کو کسی سطح پر برداشت نہیں ہیں۔ نیز مقدس ہستیوں کے تقدس و حرمت کا ہر قیمت پر تحفظ و دفاع کیا جائے گا۔

یہ اجلاس اس ملی تقاضے کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ اہل سنت کے عقائد و مفادات اور حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کے ناموس و حرمت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی مختلف جماعتوں اور حلقوں کو مشترکہ جدوجہد کی صورت دینے کی کوئی موثر شکل اختیار کرنی چاہیے۔ اور اس کے لیے مناسب ہوگا کہ کل جماعتی تحفظ ختم نبوت کی طرح کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ کرام و اہل بیت عظام قائم کر کے اس کا اہتمام کیا جائے اور آج کے مشترکہ اجلاس کے داعی مولانا عبدالرؤف فاروقی کو اختیار دیا جائے کہ وہ اس موقف اور پروگرام سے اتفاق رکھنے والی جماعتوں اور علمی حلقوں کا مشترکہ اجلاس طلب کر کے اسے عملی شکل دیں۔ تاکہ اہل سنت کا مشترکہ فورم اس جدوجہد کو آگے بڑھا سکے۔

یہ اجلاس محرم الحرام کے دوران دینی اجتماعات کے حوالہ سے کسی قسم کی تفریق کو غلط سمجھتا ہے۔ اس لیے کہ خاندان نبوت اور اہل بیت عظام تمام مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز ہیں اور ان کے ساتھ عقیدت و جذبات کا اظہار کسی تفریق کے بغیر ہر مسلمان کا حق ہے اس لیے اس سلسلہ میں تفریق کی پالیسی کو ختم کرتے ہوئے اہل سنت کو بھی اجتماعات کا حق اور آزادی دی جائے۔ یہ اجلاس اس بل کے حوالہ سے تحقیقی و علمی سرگرمیوں اور ورکشاپوں کے سلسلہ میں اربابِ دانش، مصنفین و محققین اور اشاعتی اداروں کے تحفظات کو قابل توجہ سمجھتا ہے اور ضروری قرار دیتا ہے کہ ان کو اعتماد میں لے کر ان کے تحفظات کو دور کیا جائے۔ نیز متنازعہ مواد کو بیوروکریٹ افسران کے بجائے متحدہ علماء بورڈ کے ذریعہ چیک کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

یہ اجلاس مناسب سمجھتا ہے کہ حکومت پنجاب کی جانب سے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کا مشترکہ اجلاس طلب کر کے انہیں بل کے سلسلہ میں اعتماد میں لیا جائے۔

یہ اجلاس لاہور کی تاریخی مسجد وزیر خان میں فلم کی شوٹنگ کے افسوس ناک واقعہ کی شدید مذمت کرتا ہے اور اسے خانہ خدا کی بے حرمتی وتوہین قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس شرمناک واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے اس کا ارتکاب کرنے والوں اور اس کی محکمانہ اجازت دینے والے افسران کے خلاف فوری کارروائی کی جائے۔

یہ اجلاس پشاور میں گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، طاہر نسیم کے قتل کے بارے میں امریکی ردعمل کو مسلمانوں کے ایمانی جذبات کے منافی اور پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کرتا ہے اور ایمانی جذبات کا اظہار کرنے والے نوجوان غازی فیصل خالد کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کیونکہ جب تک قانون اپنا کردار ادا نہیں کرتا اور سرکاری ادارے ناموس رسالت کے تحفظ کے سلسلہ میں سنجیدگی اختیار نہیں کرتے ، تب تک غیرت مند نوجوانوں کو ایسے ردعمل سے روکا نہیں جا سکتا۔ اس لیے اس قسم کے مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون پر سنجیدگی سے عمل کیا جائے اور عدالت سے گستاخ ثابت ہو جانے والے مجرموں کو عدالتی فیصلوں کے مطابق سزائیں دے کر اہل اسلام کو مطمئن کیا جائے۔

اجلاس اہل سنت کے ممتاز رہنماء اور ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے سربراہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی پر مقدمے اور گرفتاری کی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے کہ ان پر قائم مقدمہ ختم کر کے محرم الحرام سے پہلے رہا کیا جائے اور محرم الحرام میں اہل سنت کے رہنماؤں پر پابندیوں اور زباں بندیوں کے احکامات صادر کرنے سے مکمل گریز کیا جائے۔ مزید براں مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت کے کنوینر مولانا عبدالرؤف فاروقی نے بتایا کہ چند دنوں میں مجلس عمل کی باضابطہ طور پر کونسل اور ذمہ داران کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ انہوں نے تمام مکاتب فکر سے محرم الحرام میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے پرزور اپیل کی ہے۔

فتنہ پرور عناصر کو لگام دی جائے!

یکم محرم الحرام سے لے کر دس محرم الحرام 1442ھ اس لحاظ سے تو امن سے گزر گیا کہ وطن عزیز قتل وغارت گری سے محفوظ رہا۔ لیکن 4 رمحرم الحرام کو اسلام آباد اور 10 محرم الحرام کو کراچی میں جس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر برسرِ عام تبراء کیا گیا یہ واقعات بھی کوئی کم نہیں ہیں اور یہ سب کچھ امن وامان کے داعیوں کے بزعم خویش دعووں کے باوجود سرزد ہوا، جواب خاموش ہیں اور بولنے کے حوصلے سے عاری! 95 فیصد اہلسنت کی آبادی کے ملک میں منکرین صحابہ کے لیے جو سہولیات اور آزادیاں مہیا کی جاتی ہیں ، اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی ، اس کے برعکس دیوبندی ، بریلوی اور اہلحدیث یعنی اہلسنت کے تمام طبقات حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کو بنیادی طور پر ایک ہی جماعت سمجھتے ہیں ، اہل سنت کے چودہ سوسالہ متفقہ عقیدے کے مطابق ''جماعت صحابہ کرام'' میں صحابیات واہل بیت اطہار خود بخود شامل ہیں ، دس محرم الحرام اتوار کو ایک حد تک اہلسنت کے اجتماعات بھی ہوتے ہیں ، بالخصوص دس محرم الحرام کو دارِ بنی ھاشم ملتان میں ہونے والی قدیمی مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ کی شان ہی نرالی ہوتی ہے جس میں اعتدال کے ساتھ واقعہ کربلا کا پس منظر اور سبائی تحریک کے خدوخال حوالوں کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں ۔ اس 10 محرم الحرام کو امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی سرپرستی میں ہونے والے اس عظیم الشان اجتماع میں شہداء

اسلام وشہداء کربلا کے حضور ہدیہ ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی ہوئی اور حافظ سید محمد کفیل بخاری، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، سید عطاء اللہ بخاری ثالث، مولانا سید عطاء المنان بخاری اور دیگر حضرات نے دلائل کے ساتھ گفتگو واظہار خیال کیا۔ کیا مجال ہے کہ بے ادبی کا شائبہ بھی پیدا ہوا ہو۔ یہ فرزندان امیر شریعت امام السید ابومعاویہ ابوذر بخاری، مولانا سید عطاء المحسن بخاری اور مولانا سید عطاء المومن بخاری رحمۃ اللہ علیہم کا ہی فیض ہے۔ بہر حال حالیہ دنوں میں دوسرے مکتب فکر کی جانب سے جس بدکلامی اور بدزبانی کا مظاہرہ کیا گیا وہ صرف قابل مذمت ہی نہیں قابل تشویش اور لمحۂ فکریہ بھی ہے کہ اس کے پیچھے حکمرانوں کے کل پرزے اور مقتدر شخصیات کا رول خارج از امکان نہیں۔ واقفان حال تو اس بابت کئی خدشے ظاہر کر رہے ہیں۔ موجودہ صورتحال کے پیش نظر تو ہم سمجھتے ہیں کہ گزشتہ دنوں پنجاب اسمبلی میں تحفظ بنیاد اسلام بل، جو پیش ہوا، اس کی ضرورت اب قومی اسمبلی میں بھی پیش آتی ہوئی نظر آرہی ہے تاکہ ملکی سطح پر ایسے قوانین بن جائیں جن کی رو سے توہین رسالت وتوہین اصحاب وازواج رسول علیہم الرضوان کا راستہ مستقل طور پر روکا جاسکے۔ پنجاب اسمبلی میں متفقہ طور پر پاس ہونے والے بل پر اشکالات واعتراضات سامنے آئے تو اہلسنت کے تمام مکاتب فکر نے 9/اگست کو مرکزی دفتر احرار لاہور میں ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت'' کے نام سے ایک مشترکہ پلیٹ فارم تشکیل دیا جس کے کنوینر مولانا عبدالرؤف فاروقی نے 27/اگست جمعرات کو مولانا عبدالرؤف ملک، مولانا زاہدالراشدی، مولانا فہیم الحسن تھانوی اور راقم سے ضروری مشاورت کے بعد جو پریس ریلیز جاری کی وہ حسب ذیل ہے۔

''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت عظامؓ کے سرکردہ رہنماؤں نے باہمی مشاورت کے بعد مرکزی رابطہ کمیٹی کے قیام کا فیصلہ کر کے اس کا اجلاس 16/ستمبر 2020ء کو لاہور میں طلب کرلیا ہے۔ مشاورتی اجلاس مولانا عبدالرؤف ملک کی صدارت میں جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور میں منعقد ہوا جس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا فہیم الحسن تھانوی نے شرکت کی۔ اجلاس میں محرم الحرام میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے پرزور اپیل کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ توہین صحابہ وتوہین اہل بیت سنگین ترین جرم ہے اس قسم کی اشتعال انگیزی کرنے والے ملک وملت کے وفادار نہیں ہوسکتے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ واہلبیت کو کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی قدیم طرز پر منظم کیا جائے گا اور اس میں اہل سنت کے تمام طبقات کی شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔ اجلاس میں مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا زاہدالراشدی، قاری زوار بہادر، علامہ زبیر احمد ظہیر، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، علامہ راغب نعیمی، مولانا عبدالرؤف ملک، مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، عبداللطیف خالد چیمہ مولانا محمد اشرف طاہر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، حافظ محمد امجد کو مرکزی رابطہ کمیٹی کے بنیادی ارکان مقرر کیا گیا جن کی تکمیل وتوثیق 16 ستمبر کو لاہور میں منعقد ہونے والے اجلاس میں کی جائے گی مجلس عمل کے کنوینر مولانا عبدالرؤف فاروقی نے بتایا ہے کہ 16 ستمبر کے اجلاس میں آئندہ کے لائحہ عمل کے ساتھ ساتھ مختلف جماعتوں کے سربراہی اجلاس کا بھی فیصلہ کیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ محرم الحرام میں قانون نافذ کرنے والے سرکاری اداروں کو جانب داری کا طرز عمل ترک کر کے قانون کی یکساں عملداری کو یقینی بنانا چاہیے اور زبان بندیوں اور ضلع بندیوں کے آرڈرز میں توازن نظر آنا چاہیے اجلاس کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اہل سنت کے رہنماء ڈاکٹر اشرف

آصف جلالی اور جمعیت علماء پاکستان (ن) کے سربراہ مولانا قاری محمد زوار بہادر پر قائم مقدمات ختم کر کے ان کو بلا تاخیر رہا کیا جائے ایک قرارداد میں اسلام آباد اور مختلف شہروں میں توہین صحابہ کے دلخراش واقعات کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ان واقعات کے ملزمان کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے اور نشان عبرت بنایا جائے۔ اجلاس میں برطانوی پارلیمنٹ کے تقریباً 40 ارکان پر مشتمل ''آل پارٹیز پارلیمنٹری گروپ فار دی احمدیہ مسلم کمیونٹی'' نے 20 جولائی 2020 کو پاکستان کے خلاف سنگین الزامات پر مبنی جو انتہائی خطرناک رپورٹ جاری کی ہے اس کو مسترد کیا گیا اور حکومت پاکستان اور خصوصاً وزارت خارجہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس رپورٹ بارے اپنی پوزیشن واضح کریں۔ اجلاس میں لندن میں پاکستانی سفارت خانے اور سفیرِ پاکستان سے بھی مطالبہ کیا گیا کہ وہ برطانیہ میں پاکستان دشمن قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ اجلاس کے اختتام پر جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ پیر اعجاز احمد ہاشمی کو فون کر کے مولانا زاہد الراشدی نے اجلاس کے فیصلوں سے آگاہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ رابطہ کمیٹی کے لیے اپنے نمائندے کو 16 ستمبر کے اجلاس میں شرکت کے لیے بھیجیں۔ بعد ازاں اہلسنت کے مختلف رہنماؤں نے مجلس عمل کے کنوینز مولانا عبدالرؤف فاروقی سے رابطہ کر کے انہیں مجلس عمل کی مرکزی رابطہ کمیٹی تشکیل دینے پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مجلس عمل کے قیام کو خوش آئند قرار دیا اور بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ مختلف قائدین نے کہا ہے کہ موجودہ حالات میں اہلسنت کا نمائندہ اور ترجمان ادارہ قائم کرنا وقت کی اہم ضرورت تھی اور اس امید کا اظہار کیا گیا کہ مجلس عمل اور اس کی رابطہ کمیٹی اس دینی و قومی ضرورت کو احسن طریقے سے پورا کرے گی۔ ہمارے لیے خوش گوار حیرت ہے اور ہم اس کا خیر مقدم بھی کرتے ہیں کہ ملک کے وزیر اعظم جناب عمران خان نے یوم عاشور کے موقع پر کراچی میں ہونے والی اعلانیہ گستاخی کا نوٹس لیتے ہوئے آج ہی اپنی ٹویٹ میں کہا ہے کہ ''یوم عاشور کے موقع پر ملک میں امن و احترام ملحوظ خاطر رکھنے پر میں پوری قوم کا مشکور ہوں۔ تاہم بدقسمتی سے اس دوران ایسے فتنہ گر عناصر کی شر انگیزیاں میرے علم میں لائی گئیں، جنہوں نے اس موقع پر فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کی کوشش کی۔ شر پسندوں کے اس گروہ سے اب میں نہایت سختی سے نمٹوں گا''۔

صورتحال!

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بارے گزشتہ ہفتوں میں ہونے والی بدزبانی و بدکلامی نے سب کو آزردہ کر کے رکھ دیا ہے، ان حالات میں 1936ء میں مجلس احرار اسلام ہند کی برپا کردہ تحریک مدح صحابہ کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو حالات کی سنگینی سمجھ سے بالاتر نہیں ہونے پاتی۔ تب تو مدحِ صحابہ کے خلاف قانون آ گیا تھا جو مولانا مظہر علی اظہر مرحوم کی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے واپس ہوا، 1961ء میں ملتان میں سب سے پہلے قائد احرار حضرت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ''یوم معاویہ'' منا کر اور ہتھکڑی پہن کر اور پابند سلاسل ہو کر برصغیر کے ''اہل حق'' کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ ''بہت سوں'' کو پریشانی نے ستایا تھا۔ ''نام معاویہ'' ایک تحریک بنا اور دنیا کی پہلی ''مسجد معاویہ'' کا اعزاز بھی ملتان کو ہی حاصل ہوا۔ خمینی کے انقلاب ایران کے بعد صورتحال گھمبیر ہوئی اور ہوتی ہی چلی گئی۔ اب جب 22/جولائی 2020ء کو پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں ''تحفظ بنیاد اسلام بل'' متفقہ طور پر پاس ہوا تو سبائیت نے پھر سر اٹھایا اور کہا گیا کہ یہ بل ہمیں منظور نہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس میں اسلام کی

مقدسات کا احترام موجود ہے اور تنقید اور گالی کا حق چھینا جا رہا ہے۔ محرم آ گیا اور اسلام آباد، کراچی، تلہ گنگ، خوشاب، لاہور اور لودھراں میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کی گئی (العیاذ باللہ)۔ پھر کراچی، اسلام آباد اور 24 ستمبر کو ملتان میں اہلسنت کے تمام مکاتب فکر کے لاکھوں افراد نے پرامن طور پر جس دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کیا اس کی مثال ملنا بھی مشکل ہے۔ جبکہ وزیراعظم پاکستان کی معتمد ترین شخصیات نے خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) کافر کہنے والے رافضی آصف رضا علوی کو محفوظ راستہ دے کر ملک سے فرار کرایا۔ اہلسنت کے کسی رہنما یا فرد کی زبان یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔ ہمیں یہ وطن عزیز اتنا ہی عزیز ہے جتنا کوئی دوسرا دعویٰ کر سکتا ہے۔ دینی قیادت پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہے، اہلسنت کے تمام طبقات کی مشترکہ ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ و اہلبیت پاکستان'' کی مرکزی رابطہ کمیٹی اپنے اجلاس منعقدہ 16 ستمبر 2020ء جامعہ محمدیہ رضویہ لاہور (قاری محمد زوار بہادر کی میزبانی) میں اعلان کر چکی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ 18 اکتوبر 2020ء اتوار کو ناصر باغ لاہور میں ''عظمت صحابہ واہلبیت'' کانفرنس ہوگی۔ جس کی تیاریاں شروع کر دی گئی ہیں اور ماضی وحال کی روشنی میں اہلسنت کی جانب سے مجلس عمل کے نظم میں موجودہ حالات کے تناظر میں ''مطالبات'' زیر ترتیب ہیں جو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد منظر عام پر آ جائیں گے۔ 24 ستمبر جمعرات کو ملتان کانفرنس نے موجودہ دفاعی تحریک کو نیا رنگ دیا ہے اور حضرت مفتی منیب الرحمٰن کا یہ کہنا کہ ہم ذمہ داروں کے ساتھ تو بات کر سکتے ہیں اداکاروں کے ساتھ نہیں! انتہائی معقول بات ہے۔ یہاں ہم قاری محمد زوار بہادر، مولانا ڈاکٹر محمد عادل، پروفیسر ساجد میر، قاری محمد حنیف جالندھری، سید محمد کفیل بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن ردخواستی، سید حامد سعید کاظمی، مولانا زبیر احمد صدیقی اور اہلسنت اتحاد ملتان کے دیگر رہنماؤں کی اولوالعزمی اور گفتگو کی مکمل توثیق وتائید کرتے ہیں۔ ہم ان سطور میں مقتدر اداروں اور اسٹیبلشمنٹ سے یہ بات دردمندانہ اپیل کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ خدارا! اللہ کی وحی، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وختم نبوت اور اسلام وقرآن کے گواہوں حضرات صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم کی عزت وناموس کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے لیے قومی اسمبلی میں مزید قانون سازی کی ضرورت ہے۔ ہماری یہ جدوجہد فرقہ واریت کی عکاسی نہیں کرتی بلکہ گالی گلوچ کو روکنے کی پرامن جدوجہد ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ کچھ قوتیں پاکستان کو شام، عراق، لبنان اور یمن بنانا چاہتی ہیں۔ لیکن ان کی یہ کوشش اسی طرح ناکام ہوگی جس طرح منکرین ختم نبوت کی کئی سازشیں ناکام ہوئی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم توحید وختم نبوت اور اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں امت کے اجماعی عقائد کا تحفظ کرنے کا عہد کر کے یکجا ہو جائیں اور 1973ء کے دستور میں قرآن وسنت کی بالادستی کی جو ضمانت دی گئی ہے اس کے لیے رائے عامہ کو بیدار اور منظم کرنے والے بن جائیں۔ 24 ستمبر کو اہلسنت اتحاد ملتان کی فقید المثال پرامن ریلی اور کچہری چوک ملتان میں کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والی کانفرنس میں کی گئیں تقاریر کی توثیق وتائید کرتے ہوئے اس اجتماع کا مشترکہ اعلامیہ درج ذیل ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ملک کو فرقہ وارانہ تصادم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ملکی سلامتی و امن کا تقاضا ہے کہ مقدسات دین کی علانیہ توہین کرنے والوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اجتماع کے شرکاء نے عزم کیا کہ ناموس مقدسات دین کی حفاظت ہمارے ایمان کی اساس ہے، اس پر سمجھوتہ نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی رعایت دی جا سکتی

ہے۔ پاکستان کو قائم ہوئے 73 سال ہو چکے ہیں، ایسے سانحات پہلے بھی رونما ہوتے رہے لیکن جس انداز میں اس مرتبہ منظّم منصوبہ بندی کے تحت کھلے عام توہین صحابہ کا ارتکاب کیا گیا اور اسے الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر وائرل کر کے ملک کی اکثریت اہل سنت کی سخت دل آزاری کی گئی۔ حکومتی ادارے حرکت میں نہیں آئے جس کی وجہ سے گستاخان صحابہ کی جسارت بڑھتی چلی گئی۔ مجرموں کے خلاف نہ بروقت کوئی کارروائی کی گئی، نہ انہیں قانون کی گرفت میں لیا گیا، بلکہ وہ آزاد پھر رہے ہیں اور اقتدار کی کمین گاہوں سے کہیں نہ کہیں سے ان کی سرپرستی ہو رہی ہے۔ اجتماع کی جانب سے موٹر وے واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا گیا کہ آج بھی اگر اسلامی حدود و تعزیرات، قانون قصاص اور فساد فی الارض کے جرائم کی برسر عام سزائیں دی جائیں تو جرائم کو کافی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ فیٹف قانون کے حوالے سے علماء کرام کا کہنا تھا کہ حکومت نے عوام کے علم میں لائے بغیر ایسے قوانین پیش کیے ہیں جن کی زد میں وسیع پیمانے پر مدارس و مساجد کو لایا جا سکتا ہے۔ لاکھوں عوام کا یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہ قوانین مداخلت فی الدین کے مترادف ہیں۔ علماء اور ماہرین کی مشاورت سے ان قوانین کی اصلاح کی جائے ورنہ ان کی شدید مزاحمت کی جائے گی۔ اجتماع کی جانب سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ مقدسات دین کی حفاظت کے لیے فوری قانون سازی کی جائے، مجرموں کے لیے سخت سزائیں تجویز کی جائیں اور ان کے ٹرائل کے لیے خصوصی عدالتیں قائم ہوں تاکہ بروقت فیصلے ہوں اور ان پر عمل ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کے حال پر رحم فرمائیں اور یہ ملک اسلام کا مرکز اور امن کا گہوارہ بن جائے، آمین یارب العالمین!

43ویں سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' چناب نگر (11-12 ربیع الاوّل 1442ھ)

قافلۂ احرار و ختم نبوت 21 اکتوبر 1934ء میں قادیان میں داخل ہوا تو 27 فروری 1976ء کو ربوہ (چناب نگر) میں فاتحانہ انداز میں پہنچا، یہ قافلۂ سخت جاں آج بھی اپنی وسعتوں کے ساتھ رواں دواں ہے، قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی اپنی شدید علالت کے باوجود اس کی قیادت کر رہے ہیں اور ان کے نائبین اور ٹیم اس قافلے کو لے کر چل رہی ہے۔ 11-12 ربیع الاوّل کو چناب نگر کی قدیمی مرکزی جامع مسجد احرار میں ہونے والی دو روزہ 43 ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس کے ضروری انتظامات کے لیے 19 ستمبر 2020ء ہفتہ کو مرکزی نائب امیر جناب سید محمد کفیل بخاری کی صدارت میں منعقدہ مشاورتی اجلاس میں ہر ہر پہلو پر غور کیا گیا اور جناب حافظ محمد ضیاء اللہ ھاشمی (گجرات) کو ناظم اجتماع جبکہ مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین سرگانہ اور ڈاکٹر محمد آصف کو ان کے نائبین مقرر کیا گیا۔ اجلاس کے بعد ناظم اجتماع نے (بعد نماز عصر تا مغرب) اپنے نائبین کے ساتھ میٹنگ کی اور خصوصی و عمومی انتظامی کمیٹیاں تشکیل پائیں۔ حسب سابق امسال بھی مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماؤں، علماء کرام، دانشوروں، وکلاء اور طلباء لیڈرز کو مدعو کرنے کا فیصلہ بھی ہوا، جملہ ماتحت شاخوں کے لیے کانفرنس کا سرکلر شامل اشاعت ہے اور الگ ڈاک سے بھی بھیجا جا رہا ہے۔ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ کانفرنس اور دعوتی جلوس میں منظّم شرکت کے لیے ابھی سے تیاریاں شروع کر دیں اور سالانہ کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لیے سرگرم ہو جائیں۔ بے حد شکریہ!

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ایوانِ احرار: C/69 نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور

مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس
2020/3

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ......................مزاج گرامی!

اجلاس مرکزی مجلس عاملہ مجلس احرار اسلام پاکستان

جملہ ماتحت مجالس احرار اور ذمہ داران کے نام

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس 19 محرم الحرام 1442ھ مطابق 8 ستمبر 2020ء کو ایوانِ احرار، نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہوا، جس میں درج ذیل فیصلے اور تجاویز منظور کیے گئے۔

☆ جماعت کی نئی رکنیت سازی مہم کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ جس کے حوالے سے مرکزی اور مقامی قائدین، علاقائی یونٹوں اور بنیادی مجالس کے دورے کریں گے، اور نئے اور پرانے کارکنان کی رکنیت اور تجدید رکنیت کا عمل سر انجام دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ایک چار رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ جس کا سربراہ جناب سید عطاء اللہ ثالث بخاری کو مقرر کیا گیا ہے۔ جبکہ جناب ڈاکٹر محمد آصف، جناب مولانا محمد اکمل اور جناب مولانا تنویر الحسن احرار اس کمیٹی کے اراکین ہیں۔ ماتحت مجالس کے ذمہ داران، ان حضرات سے رابطہ کر کے اپنے علاقائی نظم کے مطابق اس مہم میں حصہ لیں۔

☆ شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت سے وابستہ مبلغین کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے سہ ماہی اجلاس منعقد کیا جائے گا۔ جس کی نگرانی مولانا محمد مغیرہ (ناظم تبلیغ) اور ڈاکٹر محمد آصف (ناظم دعوت وارشاد) کریں گے۔

☆ اجلاس میں طے پایا ملک میں ہونے والی نئی ایف اے ٹی ایف قانون سازی پر ماتحت مجالس علاقائی سطح پر غور وخوض کی نشستوں کا انعقاد کریں، جن میں اس قانون سازی کے مضمرات پر تفصیل سے مذاکرہ کیا جائے تاکہ آنے والے دنوں میں دینی جدوجہد کو درپیش خطرات کا بروقت ادراک ہو سکے اور ان خطرات کے تدارک کے لیے مناسب منصوبہ بندی اختیار کی جا سکے۔

☆ اجلاس میں ملک میں چلنے والی گستاخیٔ صحابہ واہل بیت کی لہر پر شدید غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ اور تجویز پایا کہ ماتحت مجالس اور ہم فکر علماء کرام اپنی عوامی گفتگوؤں اور تقاریر میں حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مناقب وفضائل کو کثرت سے بیان کریں۔ اس موضوع کی حساسیت اور اہمیت کے پیش نظر یہ بھی طے پایا کہ مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت اور اہل سنت اتحاد فورم اور وفاق المدارس العربیہ کی جانب سے منعقد کی جانے والی عوامی ریلیوں اور اجتماعات میں جماعتی سطح پر بھرپور شرکت کی جائے۔

منجانب: عبد اللطیف خالد چیمہ (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان)
0300-6939453

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ایوانِ احرار: C/69 نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ لاہور

مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس
2020/4

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.......................مزاج گرامی!

43ویں سالانہ دوروزہ ’’ختمِ نبوت کانفرنس‘‘ جامع مسجد احرار چناب نگر

جملہ مندوبین شرکاء اور احرار ساتھیوں کے نام

آپ کے علم میں ہے کہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام ان شاء اللہ تعالیٰ 12,11 ربیع الاوّل 1442ھ مطابق 30,29 نومبر 2020ء بروز جمعرات، جمعہ جامع مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ ’’ختمِ نبوت کانفرنس‘‘ قائد احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی زیرِ سرپرستی منعقد ہو رہی ہے۔ اس کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیاریاں تیز کر دیں۔

☆ کانفرنس کے اشتہارات شائع ہو چکے ہیں، تمام ماتحت مجالس احرار اور دیگر حضرات مرکزی دفتر دارِ بنی ہاشم ملتان اس نمبر (0300-9522878) پر رابطہ فرما کر اشتہارات حاصل کریں

☆ کانفرنس میں شرکت کے لیے اپنے جماعتی و غیر جماعتی ماحول میں محنت کریں اور انفرادی و اجتماعی شرکت کو یقینی بنائیں نیز کانفرنس اور قافلے کی روانگی کے حوالے سے اخبارات کے مقامی نمائندگان کے ذریعے خبریں بھجوانے کا اہتمام ضرور کریں اور کم از کم روزنامہ اسلام کے علاقائی ایڈیشن میں مقامی جماعت کی جانب سے کانفرنس کی تشہیر کے لیے اشتہار شائع کروائیں

☆ سفر سے قبل اپنے قافلے کا امیر مشاورت سے مقرر کریں اور اطاعتِ امیر کو شعار بنائیں

☆ ہر مقامی جماعت کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ نظم و ضبط کا ماحول پیدا کریں۔ کانفرنس میں شرکت کرنے والے ساتھیوں کی تربیت کریں، ایک نیک مقصد کے لیے سفر کے آداب کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں اور دورانِ سفر کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد جاری رکھیں۔ چناب نگر میں داخل ہوتے وقت نعرہ بازی نہ کریں

☆ پنڈال کے باہر استقبالیہ کیمپ بنایا جائے گا جس میں آنے والے تمام قافلوں کی تعداد کا اندراج ان کا امیر کروائے

☆ دورانِ اجتماع مسجد میں حاضری کو یقینی بنائیں، چناب نگر میں بلا ضرورت نہ گھومیں پھریں اور نہ ہی قادیانیوں سے بحث کریں

☆ ہر شاخ یا شرکت کرنے والے ساتھی اپنی تعداد کی مناسبت سے پانچ سے دس جماعتی پرچم بمع ڈنڈے ساتھ لائیں۔ جماعت کے کارکن خاص طور سے سرخ قمیص میں ملبوس ہوں، بہتر یہ ہے کہ مقامی جماعت کے ذمہ داران ساتھیوں کی آسانی کے لیے سرخ کپڑا خرید کر کارکنان کو اطلاع کریں اور وہ ان سے خرید لیں تاکہ زیادہ

سے زیادہ احباب باوردی ہوں

☆ کانفرنس کی مناسبت سے جن شاخوں کے پاس بینرز موجود ہوں وہ ہمراہ لائیں ممکن ہو تو نئے بینرز / پینا فلیکس بنوانے کا اہتمام کریں۔ ڈیزائن مطلوب ہو تو مرکز سے اپنے ای میل پر منگوائیں

☆ روانگی سے قبل اپنی سواری پر جھنڈا اور بینر آویزاں کریں جس کی عبارت ''احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر'' ہو اور تمام ساتھی / قافلے سفر کے دورانیے کا اندازہ کر کے ایسے وقت سفر شروع فرمائیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ 11/ ربیع الاول کی صبح تک اور تاخیر سے آنے والے قافلے 12/ ربیع الاول کو نماز فجر تک مرکز احرار چناب نگر پہنچ جائیں اس سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

☆ اس سال کانفرنس میں **11** ربیع الاول کو مصر سے عالمی قراء کرام تشریف لا رہے ہیں تو تمام ماتحت شاخیں بروقت پہنچ کر ظہر اور مغرب کے بعد کی نشست کو کامیاب کریں۔

☆ جن شاخوں کو انتظامات اور خدمت کے لیے کارکن مہیا کرنے کا کہا گیا ہے ان سے درخواست ہے کہ متعینہ کارکنوں کی تربیت کریں اور یہ ساتھی 11/ ربیع الاول کی صبح کو لازماً چناب نگر پہنچ کر ڈاکٹر محمد آصف (0300-9522878) کو رپورٹ کریں۔

☆ موسم کے مطابق بستر ہمراہ رکھیں اور کھانے پینے کی چھوٹی موٹی اشیاء مثلاً پانی کی بوتل، چنے، بسکٹ وغیرہ اگر ساتھ رکھیں تو سہولت رہے گی۔ اجتماع کے دوران وقفہ بیانات میں، سٹالز سے اپنی ضروریات کی اشیاء خریدیں۔

☆ کھانے کے لیے وسیع پنڈال کا انتظام ہوگا جس میں مقررہ وقت پر کھانا میسر ہوگا۔ براہِ کرم صبر و تحمل اور ترتیب کے ساتھ کھانے کے پنڈال میں تشریف لے جائیں۔ معمر افراد کو مقررہ راستے سے لے کر جائیں۔ کھانے کے لیے 10 روپے فی کس کا ٹوکن جاری کیا جائے گا قافلے کے امیر اپنی تعداد کے حساب سے اور باقی شرکاء انفرادی طور پر ٹوکن ''استقبالیہ کیمپ'' سے حاصل کریں۔ بغیر ٹوکن کھانا نہیں ملے گا۔

☆ **کانفرنس** کے موقع پر شرکاء کی سہولت کے لیے ''عوامی کینٹین'' کا اہتمام کیا جائے گا جس میں **24** گھنٹے صاف ماحول میں قیمتاً سستا، عمدہ اور تازہ کھانے کی سہولت ہوگی۔

☆ جلسے اور جلوس کے دوران اپنے اردگرد مشکوک افراد پر نظر رکھیں۔

☆ 12/ ربیع الاوّل کو جلوس کے موقع پر دی جانے والی ہدایات پر مکمل عمل پیرا ہوں دورانِ جلوس نظم و ضبط قائم رکھیں ہُلڑ بازی اور منفی نعرے بازی سے مکمل پرہیز کریں، دوران جلوس نعرے متعین افراد اسٹیج سے ہی لگائیں گے شرکاء جلوس نظم و ضبط کی پابندی کریں۔

☆ کانفرنس کے اخراجات / ختم نبوت فنڈ / چناب نگر مدرسہ / مرکزی بیت المال / نقیب ختمِ نبوت یا کسی بھی دوسری مد میں فنڈز کے لیے اجتماع گاہ میں جگہ اور افراد متعین ہوں گے اس کام کے لیے متعلقہ جگہ پر ہی رقوم جمع کروائیں

☆ ہر ماتحت شاخ کے لیے ضروری ہے کہ وہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کے اخراجات کی مد میں مرکز کی طرف سے دیے گئے ٹارگٹ کے مطابق اپنے حصے کی رقم موقع پر جمع کرائے یا مرکز کو بھجوائے۔

☆ 19 ر ستمبر 2020ء کو جامع مسجد احرار چناب نگر میں کانفرنس سے متعلق جو اجلاس ہوا اس میں کانفرنس کے انتظامات کے لیے قاری ضیاء اللہ ہاشمی (امیر مجلس احرار اسلام ضلع گجرات) کو ناظم اجتماع مقرر کیا گیا جبکہ مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، مولانا تنویر الحسن، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مولانا محمد اکمل، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمود الحسن، شاکر خان خاکوانی کو معاونین مقرر کیا گیا ہے۔

☆ چناب نگر مرکز میں اجتماع کے موقع پر جگہ کم پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے ہم آنے والے مہمانوں اور مقررین کا خاطر خواہ اکرام نہیں کر پاتے اس بات کو محسوس نہ کریں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید وسیع جگہ عطاء فرمائیں (آمین) تاکہ سارے نظام میں آسانی رہے، جماعتی وغیر جماعتی احباب کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی توجہ غیر ضروری ملاقاتوں کی بجائے اجتماع پر مرکوز رکھیں اور تیسرا کلمہ، استغفار اور درود پاک پڑھتے رہیں۔ کام میں بے حد مشغول ذمہ داران کو الجھن میں نہ ڈالیں اس سے نظم بھی خراب ہوتا ہے اور کام کا حرج بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

☆ چناب نگر انتظامیہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی ہے ان کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔ اس بات کو ملحوظ رکھیں کہ چناب نگر میں ہمارے جلوس کے علاوہ کئی اور جلوس بھی نکلتے ہیں جو صبح 9 بجے شروع ہو جاتے ہیں اور پولیس لاری اڈا پر ہمارے قافلوں کو متبادل راستہ اختیار کرنے کا کہتی ہے ایسی صورتحال میں لاری اڈا چناب نگر پر موجود ہمارے استقبالیہ کیمپ (0345-0370086) سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنی مرضی سے کوئی راستہ اختیار نہ کریں۔

☆ پارکنگ کے لیے جو جگہ مختص ہو اس کو استعمال میں لائیں اور متعلقہ انتظامیہ کی ہدایات پر سختی سے عمل فرمائیں امید ہے آپ ہماری گزارشات کو ہر حال میں مقدم و ملحوظ رکھیں گے۔ شکریہ والسلام

ملتمس: عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان
0300-6939453

رابطہ: ڈاکٹر محمد آصف موبائل: 0300-9522878
حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی (ناظم اجتماع) 0301-6221750
مولانا محمد اکمل (ناظم استقبالیہ) 0300-6385277

www.ahrar.org.pk / majlisahrar@yahoo.com / +9242-35912644

ڈاکٹر عمر فاروق احرار

''یوم ختم نبوت'' کی غیر معمولی پذیرائی

قادیانیوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی یاد میں ہر سال 7 ر ستمبر کو ''یوم ختم نبوت'' منایا جاتا ہے۔ کیونکہ 7 ر ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے اکیس روز کی کارروائی کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد منظور کی تھی۔ جس کی بدولت مسلمانانِ برصغیر کا نوے سالہ مطالبہ پورا ہوا، اور پہلی بار منکرین ختم نبوت کی آئینی حیثیت متعین ہوئی۔ ''یوم ختم نبوت'' منانے کی داغ بیل آج سے تین دہائی قبل مجلس احرار اسلام نے ڈالی تھی۔ الحمدللہ یہ روایت اب اس قدر مستحکم و مضبوط ہو چکی ہے کہ اب نہ صرف پاکستان کے تمام شہروں اور قصبات کے تمام مسالک کے مسلمان اس تاریخی یوم کی یادوں کو زندہ کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بیرونی ممالک میں بھی اس روز عقیدۂ ختم نبوت سے اپنی لازوال اور اَمٹ عقیدت و محبت کا اظہار بطور تجدید عہد کیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ بھی یہ مبارک دن پورے تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ چھوٹے بڑے شہروں میں تحفظ ختم نبوت کے اجتماعات ہوئے۔ اس موقع پر اخبارات نے خصوصی اشاعتیں جاری کیں اور الیکٹرانک میڈیا نے بھی سپیشل پروگرام پیش کر کے شہداو مجاہدین ختم نبوت کی جدوجہد کو سلام پیش کیا، جن کی محنت و سعی سے منکرین ختم نبوت اپنے منطقی انجام کو پہنچے۔

اس حقیقت کو دُہرانے کی اب ضرورت ہی باقی نہیں رہی کہ متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کا خمیر انگریز نے اپنے مفادات کی خاطر اُٹھایا تھا، جسے مذہب کا رُوپ دیا گیا اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا بیج بویا گیا۔ اب مسلمان قادیانیت کے مکر و فریب سے آگاہ ہو چکے ہیں، کیونکہ ماضی میں علمائے کرام، مشائخ عظام اور قومی رہنماؤں کی علمی اور نظریاتی جدوجہد نے جہاں قادیانیت کو ہر محاذ پر چاروں شانے چت کیا، وہیں مسلمانوں میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناسی پیدا ہوئی اور آج دنیا بھر میں قادیانیت کو کفر و اِرتداد کا مترادف سمجھا جاتا ہے۔ عرب دنیا میں قادیانیوں نے نقب لگانے کی کوشش کی اور کئی مسلمانوں کو راہِ ہدایت سے بھٹکا دیا، مگر اب اُن میں سے باشعور لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد دوبارہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں کئی اہم قادیانی عرب اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ جن میں ہانی طاہر (مقیم لندن) جو عرب ممالک میں قادیانیوں کے چینل ایم ٹی اے کے نامور اینکر پرسن تھے، وہ اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر قادیانیت ترک کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ہانی طاہر ہی کی بدولت بہت سے افراد نے قادیانیت کو خیر باد کہا۔ اُن میں معروف صابر، حاتم بن عمر، صدیقی المہندس، محمد فوزی مصر، عکرمہ نجمی لندن اور حال ہی میں دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے عراق کے نوجوان مصطفٰی عبدالقادر کے نام نمایاں ہیں۔ قادیانی فتنہ سے امت مسلمہ کی آگاہی اور دینی رہنماؤں کی محنت سے عوامی بیداری خوش آئند ہے۔

اسلام کی بادِ بہاری کے جانفزا جھونکے جاری ہیں۔ چند دن پہلے 2 ر ستمبر کو یہ خوش کن اعلان دیکھنے کو ملا کہ کینیڈا کی

ایک پیدائشی قادیانی خاتون وجیہہ ظفر نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کو ایک خط کے ذریعے اپنے فیصلہ سے مطلع کرتے ہوئے لکھا کہ ''میں جماعت احمدیہ کے مختلف عہدوں پر فائز رہ چکی ہوں۔ جن میں انتظامی امور کے علاوہ درس وتدریس اور رسائل کی ادارت وغیرہ شامل ہے۔ مجھے جماعت احمدیہ میں بہت سے نقائص نے بانی جماعت [مرزا غلام احمد] کی کتب کا مکرر مطالعہ کرنے پر مجبور کیا اور جماعت کے سربراہان کے فیصلوں اور عہدیداروں کے رویوں اور بانی جماعت مرزا قادیانی کی قرآنی تعلیمات کی صریحاً غلط تشریحات نے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کیا کہ اگر میں اس اسلام پر قائم رہنا چاہتی ہوں جو قرآن کریم پیش کررہا ہے تو مجھے جماعت احمدیہ کی غیر قرآنی تعلیمات کو چھوڑنا ہوگا اور مرزا غلام احمد قادیانی جن کو میں اپنے آباؤاجداد کے عقیدے کے مطابق امام مہدی، مسیح موعود اور نبی مانتی تھی، اب قرآنی تعلیم سمجھنے کے بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک کاذب اور مفتری جانتی ہوں۔ قرآن میں کاذب کے متعلق ''لعنت اللہ علی الکذبین'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور میں ایسے شخص اور اُس کے جانشین مرزا مسرور سے اپنے تعلق کو جو ایک بیعت نامہ کی شکل میں تھا، اس تحریر کے ذریعے اُسے ختم کرتی ہوں۔ لہٰذا اب آپ کے متعلقین مجھ سے کسی قسم کا رابطہ نہ کریں۔'' وجیہہ ظفر بہن کے اس خط نے ہمیں یہ پیغام دیا ہے کہ قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے کے لیے ہمیں اپنے اسلوب کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ حکمت ونصیحت کے ساتھ دعوتِ اسلام دینے کی مستقل حکمت عملی اختیار کرنا وقت کا ناگزیر تقاضا ہے۔ تاکہ قادیانیت کے نرغے میں آئے ہوئے لوگ اسلام کی آغوش میں آسکیں۔

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کی اجتماعیت ومرکزیت کا عظیم نشان اور منفرد شناخت ہے۔ اس کے تحفظ کے لیے ہزاروں مسلمانوں نے اپنی قیمتی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔ قربانی وایثار کے اس تسلسل کو برقرار رکھنا اور ختم نبوت کے عظیم منصب کی پاسبانی کرنا ہمارا دینی فرض ہے۔ جس کو بجالانے کے لیے ہماری تمام صلاحیتیں اور وسائل صرف ہونے چاہئیں۔ تاکہ دشمن ہمارے عقیدہ کو زک پہنچانے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ دو ماہ پیشتر برطانوی پارلیمنٹ کے چالیس ارکان پر مشتمل فورم ''آل پارٹیز پارلیمنٹری گروپ فار دی احمدیہ مسلم کمیونٹی'' نے پاکستان کے خلاف سنگین الزامات پر مبنی ایک انتہائی خطرناک رپورٹ جاری کی ہے۔ جس میں پاکستان کی حکومت پر قادیانیوں کے خلاف امتیازی سلوک اور تشدد انگیزی کے الزامات عائد کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ جبر وتشدد ریاستی سرپرستی میں کیا جارہا ہے۔ 167 صفحات پر مشتمل اس رپورٹ میں حکومت پاکستان کے موقف کو لیے بغیر اُسے نشانہ پر رکھا گیا ہے۔ اس بے بنیاد اور شرمناک رپورٹ کا مقصد پاکستان کو عالمی سطح پر بدنام کرنا ہے۔ جس کا حکومتی سطح پر جواب دیا جانا اشد ضروری ہے۔ رپورٹ میں حسب عادت مجلس احرار اسلام پر بھی تنقید سے گریز نہیں کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام کے ترجمان نے اس رپورٹ کو شرانگیز قرار دیتے ہوئے اسے یکسر مسترد کرتے ہوئے اِس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ''قادیانیوں اور اُن کے دائمی برطانوی سرپرستوں کے بے بنیاد پراپیگنڈے کے باوجود عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی پُرامن آئینی وعوامی جدوجہد جاری رہے گی۔'' شہیدانِ ختم نبوت کا مقدس خون بھی ہم سے یہی تقاضا کرتا ہے کہ تمام تر قدغنوں اور رُکاوٹوں کے باوجود اپنے قافلہ کو ہمیشہ کی طرح رواں دواں رکھا جائے۔ اِسی عزم وارادے کی تجدید ''یومِ ختم نبوت'' کے موقع پر بھی کی گئی اور نظریاتی وجغرافیائی دشمنوں سے اسلام اور پاکستان کے تحفظ کے عہد کو دُہرایا گیا۔

پروفیسر عبدالواحد سجاد

فیٹف قانون سازی......سخن میں پھول ہیں اور سانپ آستیں میں ہیں

فیٹف بل (FATF BILL) کی منظوری پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں کر لی گئی اور اسے حکومت نے اپنی خاص حکمت عملی سے منظور کرایا۔ جس پر کہا گیا کہ جنہوں نے منظور کروانا تھا انہوں نے منظور کروالیا۔ اس سے قبل چیئر مین سینیٹ کے خلاف اپوزیشن کی تحریک عدم اعتماد ’’عددی اکثریت‘‘ کے باوجود ناکامی سے دوچار ہوئی۔ اگرچہ گرے لسٹ میں پاکستان کے ساتھ ساتھ سری لنکا، پاناما، شام، تیونس اور یمن سمیت کئی اور ممالک شامل ہیں، مگر وہاں اتنی افراتفری اور گرے لسٹ سے نکلنے کی بے تابی نہیں دکھائی دیتی جتنی پاکستان میں نظر آتی ہے۔

پاکستان کو گرے لسٹ میں ڈالنے کی جو وجوہ بتائی گئی ہیں ان میں اسٹرٹیجک نقائص پر قابو نہ پانا، دہشت گرد گروہوں کے خطرات کی سنگینی کو نہ سمجھنا، منی لانڈرنگ اور دہشت گردوں کی مالی امداد کرنے والے افراد یا اداروں کے خلاف اقدامات نہ کرنا، کرنسی کی غیر قانونی طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقلی پر قابو نہ پانا، وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان عدم تعاون اور اقوام متحدہ کی جانب سے دہشت گرد قرار دی جانے والی شخصیات اور اداروں کے خلاف مؤثر کاروائی اور ان کے اثاثے منجمد نہ کرنا شامل ہے۔

اب تک پاکستان نے گرے لسٹ سے نکلنے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں، ان میں کالعدم تنظیموں پر پابندیاں مذہبی اداروں اور مدارس کو محکمہ تعلیم کے ماتحت کرنا، غیر سرکاری تنظیموں کی امداد پر نظر رکھنا، اقوام متحدہ کی جانب سے دہشت گردی میں شامل کی گئی شخصیات پر پابندی لگانا اور انہیں گرفتار کرنے کے بعد عدالتوں سے سزا دلوانا قابل ذکر ہیں۔ گویا

یہاں تک آ گئے آپ کی محبت میں
اب اور کتنا گناہ گار کرنا چاہتے ہیں

امریکا کے ساتھ ہماری ان دنوں ’’گاڑھی دوستی‘‘ ہے۔ دوبارہ عالمی کپ جیتنے کی باتیں بھی ہوئیں مگر اسی دوست کا کیا دھرا ہے پاکستان کو جب گرے لسٹ میں ڈالا گیا، اس وقت سیاسی نہیں بلکہ نگران حکومت تھی۔ امریکا نے فٹیف کی پہلی بحث کے دوران پاکستان کا نام گرے لسٹ میں نہ ڈالے جانے کے بعد دوبارہ قرارداد پر بحث کے لیے اصرار کیا اور پھر سعودی عرب کو بھی یہ لالچ دے کر غیر جانبدار کرالیا کہ اس وقت تک سعودی عرب فٹیف میں بطور مبصر شامل ہے، اسے اس کی مکمل رکنیت دے دی جائے گی، چین نے بھی اس موقع پر خود کو ناکام دیکھنے کی وجہ سے خود کو سائیڈ لائن کر لیا اور قرارداد پر بحث دوبارہ ہونے پر غیر حاضر ہو گیا۔

پاکستان اس کا رکن بھی نہیں اگر وہ اس ادارے کی سفارشات پر عملدرآمد نہ بھی کرے تو اس کے اقتدار اعلیٰ پر

کوئی اثر نہیں پڑسکتا، لیکن دوسری طرف پاکستان آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور فٹیف ممبران سے قرضے، امداد یا پروجیکٹ حاصل کرتا ہے، اس لیے وہ قرضے اور امداد دینے سے پہلے فٹیف کی لسٹ پر نظر ڈالتے ہیں کہ پاکستان یا دوسرا امداد یا قرض لینے والا ملک فٹیف کی وائٹ لسٹ میں ہے یا گرے اور بلیک میں؟ اسی لیے پاکستان ''گرے لسٹ'' سے ''بلیک لسٹ'' کی جانب سفر کرنے کی بجائے ''گرے لسٹ'' سے نکلنے کے لیے اتنی بے تابی دکھا رہا ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ پاکستان کی لیڈرشپ ''وژن'' سے عاری ہے، کسی بھی معاملے میں ہوم ورک کرنے کی روایت دکھائی نہیں دیتی۔ اسی لیے وہ فیٹف اور دوسرے بین الاقوامی اداروں اور ممالک کے سامنے زمینی حقائق بیان کرنے کے فن سے عادی ہیں اور کسی بھی ڈکٹیشن کو من وعن تسلیم کرکے وقت گزاری کرتے ہیں اور اس کے عواقب ونتائج پر بھی غور نہیں کرتے۔ دوسری چیز کہ ہر حکومت بین الاقوامی اداروں کی ڈکٹیشن کی بنیاد پر اس لیے کوشاں ہوتی ہے کہ مخالفین کے لیے زیادہ سے زیادہ ایسے قوانین پاس کرائے جائیں، جس سے ان کے اقتدار کو پیش آنے والے خطرات کا سدباب ہوسکے۔ نیب جیسے اداروں کی مثال ہمارے سامنے ہے، جو پرویز مشرف دور میں اس لیے قائم ہوا کہ احتساب کے نام پر سیاسی جماعتوں میں توڑ پھوڑ کرکے اپنے اقتدار کو استحکام دیا جائے۔ پرویز مشرف کی رخصتی کے بعد سیاسی حکومتوں نے بھی نیب کو اسی انداز میں چلایا اور اس کے منفی طرزعمل کے تحفظ کے لیے کوشاں رہیں، جس کے نتائج دونوں بڑی جماعتیں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نون بھگت رہی ہیں۔ مخالفین کو نشانہ بنانے کا عمل نیب کے ذریعے ہوتا رہا اور اب بھی موجودہ حکومت اسے اپنے مخالفین کا ناطقہ بند کرنے کے لیے بھرپور استعمال کررہی ہے۔ حکومتی عمائدین اور وزراء پر بھی کرپشن کے الزامات ہیں، مگر نیب نے انہیں تمام تر مطالبات کے باوجود سائیڈ لائن پر رکھا ہوا، سپریم کورٹ اور سندھ ہائی کورٹ کے ساتھ لاہور ہائی کورٹ نے بھی اپنے فیصلوں میں نیب کے تحقیقاتی عمل اور بلاشواہد مقدمات پر تنقید کی ہے اور اسے بند کرنے کی بات بھی کی مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہورہی، حکومتی زعماء اور وزراء اور مشیر این آر او نہیں دیں گے، کے نعرے لگارہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو امور ملکی مفاد میں ہوں، ان پر مل بیٹھ کر قانون سازی کی جائے تاکہ اس کا نشانہ غلط طور پر کوئی فرد یا ادارہ نہ بنے۔

فٹیف قوانین میں ایک شق یہ بھی ڈالی گئی کہ حکومت کسی بھی شہری کو 180 روز تک حراست میں رکھ سکتی ہے، جس پر اپوزیشن نے تحفظات کا اظہار کیا اور شنید یہ ہے کہ حکومت نے اس شق کو واپس لے لیا، البتہ اس قانون کی منظوری کے ''طریق کار'' پر حزب اختلاف کے اعتراضات ''آن دی ریکارڈ'' ہیں، لیکن لگتا یہ ہے کہ پی پی پی اور مسلم لیگ نون بھی فٹیف قوانین کی منظور کے حق میں تھیں، پی پی پی کا نقطہ نظر تو واضح ہے البتہ مسلم لیگ نون کے کچھ زعماء جس حالت میں قانون سازی ہوئی، اس پر تنقید کرتے نظر آئے اور یہاں تک شاہد خاقان عباسی اور احسن اقبال نے کہا کہ عمران خان ہٹلر بننا چاہتے ہیں۔ جے یو آئی نے اس قانون سازی کی کھل کر مخالفت کی اور اس کے سینیٹرز مولانا عطاء الرحمٰن اور مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا کہ ''ایف اے ٹی ایف اور بین الاقوامی اداروں کی شرائط اس

لیے مانی جا رہی ہیں کہ حکومت کمزور ہے، آزاد ریاستیں اس طرح کی ڈکٹیشن قبول نہیں کرتیں۔‘‘اس قانون سازی میں اوقاف کنٹرول پالیسی کی جو شق شامل ہے، اس سے مساجد اور مدارس کی خود مختاری کا قلع قمع کر دیا گیا، اس پر ان شاء اللہ الگ کالم میں بات ہوگی، مگر حیران کن امر یہ کہ اس پر دینی حلقوں نے کسی ردِ عمل کا اظہار کھل کر نہیں کیا کہ بل میں موجود ایسے مندرجات کے مستقبل میں کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ ہماری مقتدر اشرافیہ کہتی کچھ اور کرتی کچھ ہے۔ دوسروں کی ڈکٹیشن پر من وعن عمل کر کے ملکی آزادی کو گروی رکھا جاتا ہے اور اسے ’’ملکی مفاد‘‘ کا نام دیا جاتا ہے۔ آغا سائل کاشمیری نے ایسے میں ہم نشینوں کے بارے کہا ہے۔

عجیب خوبیاں کچھ میرے ہم نشین میں ہیں
سخن میں پھول ہیں اور سانپ آستین میں ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

(1931ء ــــ 1946ء) جلد اوّل

● قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں قادیانیت کے خلاف پہلی عوامی تحریک اور مجلس احرار اسلام کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی مکمل تاریخ ● قادیان اور متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے تعاقب کی مستند سرگزشت ● قادیانیوں سے مجاہدینِ احرار وختم نبوت کی معرکہ آرائیوں کے مفصل تذکرے ● حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف قادیان میں تقریر پر مقدمہ کی مفصل روداد پہلی بار منظر عام پر ● تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات ونتائج کا غیر جانبدارانہ تجزیہ ● ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بغیر تحریک تحفظ ختم نبوت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔

صفحات:572 قیمت-/1000روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

وحید مراد

موٹر وے واقعہ، این جی اوز اور میڈیا کا کردار

1۔ پس منظر

ہمارے حکمرانوں، سیاسی اشرافیہ اور بیوروکریسی نے ہمارا ایسا قومی مزاج بنا دیا ہے کہ ہم کسی بھی اہم مسئلے کے بارے میں پہلے سے نہ کوئی سوچ بچار کرتے ہیں اور نہ ہی کسی غیر معمولی صورتحال سے نبٹنے کے لیے کوئی پیش بندی اور منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں ہر مسئلے کے حل پر ساری گفتگو اس وقت ہوتی ہے جب پوری قوم ایک تشویش اور اضطراب کی کیفیت سے گذر رہی ہوتی ہے۔ نیشنل سیکورٹی کا مسئلہ ہو یا انسانی جانوں اور عزت و ناموس کا مسئلہ ہو، اس حوالے سے اگر کوئی قانون سازی ہوتی بھی ہے تو وہ غیر معمولی صورتحال پیش آجانے کے بعد ایک جذباتی ابال اور ردعمل کی صورت میں ہوتی ہے۔

دنیا کی وہ طاقتیں جو ہمارے ایک ایک لمحہ اور ایک ایک کیفیت پر نظر رکھتی ہیں وہ ایسے ہی مواقع کی تلاش میں ہوتی ہیں۔ جب پوری قوم ایک بحران سے گزر رہی ہوتی ہے اور درپیش مسئلے کے حل پر کوئی اتفاق رائے نہیں پایا جاتا تو ان بیرونی طاقتوں کے لیے یہ شاندار موقع ہوتا ہے کہ وہ اپنا ایجنڈا ہمارے اوپر تھوپ سکیں۔ بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ طاقتیں اپنے مقامی اور غیر مقامی ایجنٹوں کے ذریعے مصنوعی طور پر ایسے واقعات اور صورتحال پیدا کرواتی ہیں اور پھر اس واقعے کو میڈیا کے ذریعے بے پناہ کوریج دے کر ایسا اچھالا جاتا ہے کہ ایک بحران کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

موٹر وے ریپ واقعہ کی تحقیقات کے بعد معلوم نہیں کب پتہ چلے گا کہ اس کے اصل محرکات کیا تھے اور معلوم نہیں کہ عوام تک اصل حقائق لائے بھی جائیں گے یا نہیں۔ لیکن اس واقع کی آڑ میں پاکستان مخالف طاقتوں کے مقامی اور غیر مقامی ایجنٹوں کا غیر معمولی تحرک اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے اس سنہری موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے۔ ایسے مواقع پر وہ عموماً قوم کو متحد اور یکسو ہو کر سوچنے کا موقع نہیں دیتے اور جان بوجھ کر متضاد آراء اور خیالات کو ہوا دیتے ہیں تاکہ ایک کنفیوژن کا ماحول پیدا ہو اور انہیں اپنا کام دکھانے میں آسانی ہو۔ وہ ایک طرف جلسے، جلوسوں اور ریلیوں کے ذریعے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ جنسی جرائم میں ملوث مجرموں کے ساتھ سختی سے نبٹنا چاہیے لیکن اسکے ساتھ ساتھ انکی ہمنوا سیاسی پارٹیاں یہ بیانات بھی دے رہی ہیں کہ وہ مجرموں کو پھانسی نہیں لگنے دیں گے۔ ان کے کچھ حلقے مجرمان کو چوک چوراہوں میں لٹکانے کی باتیں کر رہے ہیں، کچھ لوگ مجرمان کو نامرد بنانے کی باتیں کر رہے ہیں۔ کچھ فرما رہے ہیں کہ سخت اور عبرتناک سزائیں دینے سے جرائم ختم نہیں ہوتے مجرمان کو ایسے جرائم کے بعد گرفتار کرتے ہی گھر داماد بنا لینا چاہیے اور انکی مزید فرمائشیں بھی پوری کرنی چاہییں تاکہ انکے اندر پائے جانے والے جنسی اور شہوانی جذبات کی تسکین ہو سکے جو گھٹن کے ماحول میں تسکین نہ پا کر انہیں جرائم پر آمادہ کرتے ہیں۔ لیکن اس ایجنڈے کی اصل ترجمانی کے فرائض میڈیا کے کچھ اینکر اور تجزیہ کار سرانجام دے رہے ہیں اور وہ اپنے پروگرامز کے ذریعے ایک نیا قانون لانے کا راستہ ہموار کر رہے ہیں جسکے تحت شادی شدہ

مردوں پر انکی منکوحات کے ذریعے انکے خلاف ریپ کے مقدمات درج کئے جائیں گے۔

قومی سطح پر ہماری کئی دیگر کمزوریوں کے ساتھ ساتھ ایک کمزوری یہ بھی پائی جاتی ہے کہ ہم کبھی بھی کسی مسئلے یا واقعے کے تمام پہلوؤں پر نہ توجہ دیتے ہیں اور نہ غور وفکر کرتے ہیں۔ ہماری ساری توجہ صرف ان پہلوؤں پر ہوتی جن پر میڈیا اپنے پروپیگنڈے کے ذریعے ہماری توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے۔ دنیا بھر میں یہ قوانین ہیں کہ جنسی جرائم کے واقعات میں ملوث ملزمان کی شناخت اس وقت تک ظاہر نہیں کی جاتی جب تک تحقیقات مکمل نہ ہو جائیں اور ان پر جرم ثابت نہ ہو جائے۔ اسی طرح دنیا بھر میں یہ قوانین بھی ہیں کہ جنسی جرائم کے متاثرہ فرد یا افراد کی شناخت بھی ظاہر نہیں کی جاتی کیونکہ انکی شناخت ظاہر ہونے سے شرمندگی اور بے عزتی کی شدت انکے لیے سخت جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی اذیت کا باعث بن سکتی ہے۔ ہمارے ہاں بھی اس حوالے سے قوانین تو موجود ہیں لیکن میڈیا اور تنظیمیں اس قوانین کو کبھی خاطر میں نہیں لاتیں۔ موٹروے واقعہ کے بعد میڈیا اور فیمنسٹ تنظیموں نے ریلیوں، جلسے جلوس، خبروں، تجزیوں اور پوسٹوں کے ذریعے اس واقعے کی جزئیات کی جس طرح تشہیر کی وہ سراسر غیر قانونی تھی لیکن کسی سیاستدان، وزیر، مشیر، ممبر پارلیمنٹ وغیرہ کو یہ خیال نہیں آیا کہ اس حوالے سے میڈیا اور تشہیری عناصر کے شرمناک کردار پر کوئی بات کرے یا انکے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میڈیا، فیمنسٹ تنظیموں اور کرپٹ حکومتی ارکان و بیوروکریسی میں بیرونی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے ایک اتفاق رائے اور گٹھ جوڑ پایا جاتا ہے۔

2۔ مضمون میں استعمال ہونے والی اصطلاحات

جبر سے مراد طاقت کا ظالمانہ استعمال کرتے ہوئے یا جسمانی نقصان کی دھمکی دیتے ہوئے کسی فرد کو اسکی مرضی کے خلاف قائل کرنا ہے۔ یعنی اگر جسمانی دباؤ کا استعمال کیا جائے تو جبر کہلائے گا اور اگر ذہنی دباؤ کا استعمال کیا جائے تو ناجائز اثر ورسوخ (غیر جسمانی جبر) کہلائے گا۔ جبر اور ناجائز اثر ورسوخ کا استعمال بیک وقت بھی کیا جا سکتا ہے اور الگ الگ بھی۔ جبر اور ناجائز اثر ورسوخ کا استعمال کسی فرد کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے اور ادارے کی طرف سے بھی، اسی طرح یہ کسی ایک فرد کے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے اور کسی گروہ کے خلاف بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ طاقت کے مختلف رشتوں میں ناجائز اثر رسوخ کو استعمال کرنے کا امکان بھی پایا جاتا ہے مثلاً آجر اور ملازم، وکیل اور موکل، استاد اور طالب علم، میڈیا اور عوام، سوشل میڈیا اور سائبر اسٹاکنگ کا خواتین اور بچوں کے خلاف جبر وغیرہ۔ ریاست اور ریاستی ادارے یا حکام میں جبر اور ناجائز اثر ورسوخ دونوں کے استعمال کے امکانات پائے جاتے ہیں۔

جنسی زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا جنسی فعل جس سے کوئی متاثرہ شخص ناگواری، ڈر یا خوف محسوس کرے۔ جنسی زیادتی میں متاثرہ شخص کے حق کو سلب کیا جاتا ہے جو وہ اپنے جسم کے ساتھ ہونے والے سلوک کے بارے میں رکھتا ہے۔ جنسی زیادتی بھی طاقت کا ناجائز استعمال ہے اور جسمانی جبر کی ایک قسم ہے جس کا مقصد جنسی استحصال ہوتا ہے۔ یہ جنسی طور پر ہراساں کرنے سے لیکر اپنی انتہائی شکل یعنی زنا بالجبر تک ہو سکتی ہے۔

فریڈم آف چوائس (انتخاب کی آزادی Free Will) کسی فرد کے مواقع اور خودمختاری کو بیان کرتی ہے جو کم از کم دو دستیاب اختیارات میں سے منتخب کردہ ایک عمل انجام دینے کے لیے ہو اور کسی بیرونی فرد یا جماعت کی طرف سے اس پر کوئی قدغن نہ ہو۔ یعنی اس حق کے تحت آپ کو آزادی ہے کہ آپ کسی چیز کا بھی انتخاب کر سکتے ہیں سوائے

اس کے کہ آپ کا یہ عمل دوسروں کو انکی آزادی کے استعمال سے روکتا ہو۔ یا آپ کا یہ عمل خود آپ کو یا دوسروں کو کسی خطرے میں ڈال سکتا ہو یا کسی قانونی حد سے تجاوز کرتا ہو۔

ماڈرن ازم میں عورت کو یہ فریڈم آف چوائس (انتخاب کی آزادی) دیتا ہے کہ وہ حمل کے ساتھ آگے بڑھے یا اسقاط حمل کا راستہ اختیار کرے لیکن مرد کو یہ حق نہیں دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے نطفے (جنین) کو محفوظ رکھنے کے لیے عورت کو بچے کی پیدائش تک باؤنڈ کر سکے (زنا بالجبر کی صورت میں حمل کا ٹھہرنا یا گرانا ہمارے موضوع سے خارج ہے)۔ بالغ لڑکی کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی فریڈم کو استعمال کرتے ہوئے والدین کی مرضی اور اقدار کے خلاف قدم اٹھائے لیکن والدین کو یہ حق نہیں دیا جاتا کہ والدین ہونے کے ناطے وہ اپنے حقوق کے لیے اولاد کو باؤنڈ کر سکیں۔ اسی طرح فریڈم آف ایکسپریشن کے تحت میڈیا کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ مذہب کے مقدس معاملات، اقدار وغیرہ کو تضحیک کا نشانہ بناتے ہوئے مسترد کریں لیکن مذاہب اور اسکی بنیاد پر قائم اقدار اور انکے ماننے والوں کو یہ حق نہیں دیا جاتا کہ وہ اپنے تحفظ کے لیے کوئی دعویٰ کریں۔ اسی طرح اگر کوئی ننگا ہونا چاہے تو اسے یہ حق دیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی برہنگی چھپانا چاہے یا اسکے لیے درخواست اور اپیل کرے تو اسکی درخواست اور اپیل پر توجہ نہیں دی جاتی۔ یعنی فریڈم آف چوائس ایک خاص طرز کے فکر، ماحول، سیاسی و سماجی نظام و قوانین و اقدار کے دائرے کے اندر انتخاب کی آزادی ہے اس دائرے سے اختلاف کی صورت میں انتخاب کی کوئی آزادی نہیں ہے یعنی اس دائرے سے اختلاف کرنے والوں کے لیے یہ ایک بدترین جبر اور ظلم ہے۔

3۔ میڈیا کا کردار

موٹروے کا المناک واقعہ پیش آنے کے بعد جب پولیس جائے وقوعہ پر پہنچی تو متاثرہ خاتون نے، جو کہ اپنی اور اپنے خاندان کی عزت و ناموس کے حوالے سے بہت حساس تھی، پولیس سے کئی بار چیخ چیخ کر یہ اپیل کی کہ ’’مجھے گولی مار دو لیکن میری یہ خبر عوام تک نہ پہنچائی جائے اس سلسلے میں میری مدد صرف یہ ہو سکتی ہے فوری تفتیش کر کے مجرموں کو گرفتار کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دلائی جائے‘‘ لیکن اس خاتون کی اپیل کے باوجود پولیس اور میڈیا نے اس واقعے کی خبر کو تمام جزیات کے ساتھ پبلک کیا، صحافی حضرات نے خاتون، بچوں اور انکے خاندان کے پورے کوائف جمع کیے اور سوشل میڈیا کے ذریعے اس مواد کو نشر کیا، اس پر تبصرے کیے، بہت سے لوگوں نے اس واقعے کی جزئیات کے خود بھی مزہ لیے اور دوسروں کے لیے بھی مزے کا سامان مہیا کیا اور اس طرح تمام قوانین کی دھجیاں اڑائیں۔

پرویز مشرف کے دور سے پاکستان میں پرائیویٹ چینلز کی شکل میں نظر آنے والا شتر بے مہار میڈیا اب اتنا منہ زور ہو چکا ہے کہ وہ حکومت، قانون اور عدالتوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتا۔ اسکی پشت پر این جی اوز، سول سوسائٹی، انسانی حقوق و نسوانی حقوق کی مقامی و غیر ملکی تنظیمیں ہمیشہ بیرونی ایجنڈا لیکر موجود ہوتی ہیں۔ اس لیے حکومتی، سیاسی، انتظامی ادارے بھی میڈیا کے خلاف کسی قسم کا بیان دینے یا اس پر تنقید کرنے سے گھبراتے ہیں۔ بہت سے وزراء اور مختلف سیاسی پارٹیوں کی اشرافیہ کے کچھ افراد بھی اپنے مفادات کے تحت اس ٹرائیکا کا حصہ بن چکے ہیں جس میں مذکورہ تنظیمیں، میڈیا اور کرپٹ حکومتی اہلکار شامل ہیں۔ اس ٹرائیکا کو جب مذہبی، روایتی، تہذیبی اقدار کے خلاف کوئی بات کرنا ہوتی ہے تو عموماً یہ شخصی آزادی، فریڈم آف چوائس اور فریڈم آف ایکسپریشن کے فلسفے بگھار رہے ہوتے ہیں

لیکن اس واقعے میں جب متاثرہ خاتون نے اپنی فریڈم آف چوائس کو اپنی عزت اور ناموس کے حوالے سے پیش کیا تو انہوں نے اسکی ایک نہ سنی۔ وہ مظلوم خاتون جہاں ایک طرف جسمانی جبر اور زیادتی کا شکار ہوئی اسے دوسری طرف میڈیا اور سول سوسائٹی کے غیر جسمانی کا شکار ہونا پڑا اور اسکے حساس ذہن نے اسکو قبل از وقت ہی بھانپ لیا تھا کہ اسے جسمانی جبر کے بعد ایک ذہنی جبر کا سامنا بھی کرنا پڑے گا اس لیے اس نے چیخ چیخ کر اپیلیں کیں لیکن جابر اور ظالم میڈیا نے اسکی ایک نہ سنی بلکہ الٹا یہ تاثر دیا کہ خاتون کو شاید اپنی بات اور مافی الضمیر بیان کرنے میں غلط فہمی ہوئی ہے ہم اسکے مافی الضمیر کو زیادہ بہتر طور پر بیان کر سکتے ہیں۔

ماڈرن ازم کا یہی المیہ ہے کہ ننگا ہونا اور ننگا کرنا اسکے نزدیک فریڈم آف چوائس ہے۔لیکن برہنگی سے بچنا یا کسی ظالم کے ہاتھوں برہنہ ہو جانے پر دہائی دینا اور یہ درخواست اور اپیل کرنا کہ یہ جو میری عزت اور ناموس پر حملہ ہوا اور میرے ساتھ جبر ہوا ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں اور میری عزت و ناموس کے تحفظ کی خاطر اس کی تشہیر نہ کی جائے، یہ ماڈرن ازم کے نزدیک مظلوم اور متاثرہ شخص کی غلط فہمی ہے۔ اسکو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی برہنگی پر پردہ ڈال سکے یا دوسروں سے درخواست کر سکے کہ وہ اسکی برہنگی پر پردہ ڈالیں۔ یہ عجیب سوچ اور فلسفہ ہے کہ ننگا ہونے اور ننگا کرنے کی تو آزادی دیتا ہے لیکن برہنگی سے بچنے اور اسے چھپانے کی آزادی نہیں دیتا۔

3.1۔نجی میڈیا، صحافت کا بدترین معیار

پاکستانی میڈیا کے مذکورہ ظالمانہ اور جابرانہ کردار کے حوالے سے کسی وزیر، مشیر، حکومتی اہلکار، سیاسی و سماجی لیڈر، فلسفی، دانشور، فیمنسٹ اسکالر، سول سوسائٹی لیڈران، صحافی و تجزیہ کار کو توفیق نہیں ہوئی کہ بیان کی حد تک ہی سہی مگر خاتون کے بنیادی حقوق کے حوالے سے کوئی بات کرتا لیکن غیر ملکی میڈیا میں بیٹھے کچھ درد مند دل رکھنے والے صحافیوں نے اس پر خیالات کا اظہار ضرور کیا۔ 11 ستمبر 2020 کو بی بی سی اردو نے ''موٹر وے خاتون ریپ: سوشل میڈیا پر متاثرہ خاتون کی شناخت ظاہر نہ کرنے کی اپیل'' کے عنوان سے ایک مضمون میں لکھا کہ

''لوگوں میں ایک تشویش یہ بھی پیدا ہو رہی ہے کہ متاثرہ خاتون اور بچوں کے نام اور دیگر نجی معلومات نہ صرف ٹی وی چینلز بلکہ سوشل میڈیا پر بھی دھڑا دھڑ شیئر کی جا رہی ہیں، قطع نظر کہ ایسا کرنا غیر قانونی ہے اور تعزیرات پاکستان کے تحت یہ ایک قابل تعزیر جرم ہے۔

حسن نثار کی ویب سائٹ پر بھی بی بی سی کے مذکورہ مضمون کے حوالے سے یہی کہا گیا کہ ''یہ کون ہے؟ کس کی بیوی اور کس کی بیٹی ہے؟ پاکستانی میڈیا نے تو حد ہی کر ڈالی، سنسنی خیزی کے چکر میں موٹروے واقعہ کی متاثرہ خاتون کا سارا بائیوڈیٹا ڈھونڈ نکالا۔

13 ستمبر 2020 کو بی بی سی اردو نے ''پاکستان میں جرائم کے واقعات کی میڈیا کوریج کیسی ہوتی ہے؟'' کے عنوان سے ایک مضمون میں بتایا ہے کہ

''مختلف چینلز کے نعرے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان میں سنسنی خیز خبریں سب سے پہلے جاری کرنے کی دوڑ لگی ہے اور ہر کوئی اس میں بازی لے جانا چاہتا ہے۔ ریٹنگ بڑھانے کے لیے رپورٹرز پر ہر وقت دباؤ رہتا ہے اور وہ خبریں جاری کرنے کے نئے نئے طریقے ایجاد کرتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں جو کسر رہ جاتی ہے وہ رات کے

ٹاک شو پوری کر دیتے ہیں۔ موٹروے پر ایک خاتون سے ریپ کے واقعے میں ملوث ملزمان کی شناخت، ان کے شہر، محلے، گھر، رشتہ داروں تک کی تفصیلات نجی چینلز پر چلائی گئیں۔ حالانکہ قانونی طور پر جب تک کسی کے خلاف کوئی جرم ثابت نہ ہو جائے اسکی شناخت ظاہر نہیں کی جاسکتی۔ آئی جی پنجاب نے ان خبروں کو حقائق کے منافی قرار دیا، حکومتی ترجمان نے بھی ٹوئیٹر پر تردید کی مگر چینل انتظامیہ پھر بھی اپنی ضد پر اڑی رہی کہ خبر مصدقہ ہے۔ ڈاکٹر مہدی حسن کے مطابق نجی ٹی وی چینلز صحافت کا ماضی جیسا معیار برقرار رکھنے میں بری طرح ناکام ہیں۔

موجودہ بھارتی حکومت اگر چہ متعصّبانہ ہندوانہ اور نسلی امتیاز کے فلسفے کی پیروکار ہے لیکن وہاں میڈیا کے حوالے سے قوانین پر سختی سے عمل درآمد ہوتا ہے۔ ہندوستان میں 16/ دسمبر 2012 کو نیو دہلی میں پیرامیڈیکل کی ایک اسٹوڈنٹ کے ہونے والے ریپ کے کیس میں سپریم کورٹ کے ایک بنچ جس کی سربراہی جسٹس مدن بی لوکر، کر رہے تھے یہ حکم دیا تھا کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا، جنسی زیادتی کا نشانہ بننے والے وکٹم کی شناخت کو کسی بھی انداز سے پبلک ڈومین میں ظاہر نہ کرنے کے پابند ہیں اور خلاف ورزی کی صورت میں انہیں سخت قانونی کارروائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن پاکستان میں میڈیا کے خلاف قانونی کارروائی تو درکنار، قانون کے رکھوالے زبان کھولنے سے بھی خوفزدہ ہیں۔

3.2۔ شاہ زیب خانزادہ: فحاشی بڑھنے سے ریپ اور طلاقیں کم ہوتے ہیں

ہم نے جب یہ دعویٰ کیا کہ این جی اوز، سول سوسائٹی، فیمنسٹ ماہرین ولیڈران، میڈیا کے کچھ عناصر، کچھ حکومتی ارکان وزراو مشیران، اور کچھ ممبران پارلیمنٹ ملے ہوئے ہیں تو وہ دعویٰ ایسے ہی نہیں کیا۔ شاہ زیب خانزادہ اپنے کئی پروگراموں میں اس بات کے ثبوت فراہم کر چکے ہیں۔ لیکن حال میں ہی انہوں نے اپنے ایک پروگرام میں شادی شدہ جوڑوں کے لیے ریپ کا قانون لانے کا راستہ ہموار کرتے ہوئے ہمارے مذکورہ دعوے کی تصدیق کر دی۔ موٹروے واقعے کے بعد 16 ستمبر 2020 کو شاہ زیب خانزادہ نے اپنے ایک ٹی وی پروگرام میں وزیراعظم پاکستان کا ایک کلپ دکھایا جس میں عمران خان نے کہا کہ

''دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی آپ فحاشی کو فروغ دیتے ہیں اس سے ایک تو جنسی جرائم بڑھ جاتے ہیں اور دوسرا آپ کا خاندانی نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ جب پچاس سال پہلے میں لندن میں مقیم تھا تو ہر 14 شادی شدہ جوڑوں میں سے ایک کی طلاق ہوتی تھی۔ اسکے بعد جیسے جیسے انکے معاشرے میں فحاشی بڑھتی رہی اسکے نتیجے میں آج 70 فیصد طلاقیں ہوتی ہیں اور خاندان ٹوٹنے کا معاشرے پر ایک بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح ہندوستان میں آپ چالیس سال پہلے کی فلمیں دیکھیں اور انکا موازنہ آج وہاں بننے والی فلموں سے کرلیں اور اسکا انکے سماج پر اثر دیکھیں کہ دہلی اب دنیا میں ریپ کا کیپٹل بن چکا ہے۔ ہمارے ملک میں خاندان کا نظام مضبوط ہے۔ مغرب ہم سے تعلیم، معیشت، سائنس، ٹیکنالوجی، تحقیق وغیرہ میں آگے ہوسکتا ہے لیکن فحاشی کی وجہ سے انکا خاندانی نظام ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اپنا انصاف کا نظام اور دیگر ادارے ٹھیک کر سکتے ہیں لیکن اگر ہمارا بھی خاندانی نظام تباہ ہو گیا تو اسکو ہم واپس نہیں لا سکتے''

عمران خان کے اس کلپ کے بعد شاہ زیب خانزادہ نے اسکے بالکل الٹ موقف اختیار کرتے ہوئے بتایا کہ

''برطانوی لا فرم کے مطابق اس وقت برطانیہ میں طلاق کی شرح 24 فیصد ہے اور انکے اخبار ڈیلی میل کے

مطابق برطانیہ میں طلاق کی شرح تیزی سے نیچے آرہی ہے اور اسکی وجہ وہ یہ بتا رہے ہیں کہ شادی کے لیے سماجی دباؤ میں کمی آنا ہے۔ اس اخبار کے اعداد وشمار کے مطابق وہ جوڑے جنہوں نے 1992 میں شادی کی تھی انکی پندرہ سال کے اندر طلاق کی شرح 30 فیصد تھی جبکہ وہ جوڑے جنہوں نے 2002 میں شادی کی تھی ان میں پندرہ سالوں کے اندر طلاق کی شرح 18 فیصد تھی جبکہ وہ جوڑے جنہوں نے 2017 میں شادی کی تھی انکی پندرہ سالوں میں طلاق کی شرح 23 فیصد تک ہونے کے امکانات ہیں۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق انگلینڈ اور ویلز میں طلاقوں میں ایک سال کے اندر ایک لاکھ تک کمی دیکھی گئی ہے۔ اور یہ 1971 کے بعد سے سب سے کم شرح ہے۔ عمران خان نے فحاشی کو خاندانی نظام سے جوڑا ہے لیکن کئی مسلم ممالک ایسے ہیں جہاں طلاق کی شرح بہت زیادہ ہے جیسے ترکی میں پچھلے پندرہ سالوں میں 10 فیصد اضافہ سامنے آیا اور وہاں طلاق کی شرح 25 فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ جیسے جیسے وہاں اسلامائزیشن ہوئی طلاق کی شرح اور بڑھتی گئی۔ ایران بھی جو اسلامی اقدار کا دعوی کرتا ہے وہاں بھی طلاق کی شرح 21 فیصد ہے۔ عمران خان نے دوسری بات یہ کی کہ جہاں فحاشی زیادہ ہے وہاں سیکس کرائم زیادہ ہوتے ہیں اور خواتین سے زیادتی زیادہ ہوتی ہے۔ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟ 2019 میں وومن پیس اینڈ سیکورٹی انڈکس کی رینکنگ رپورٹ شائع ہوئی جس میں 167 ممالک کی کارکردگی دیکھی گئی ان میں بہترین ممالک سب یورپی ممالک ہیں اور بدترین ممالک سب اسلامی ممالک ہیں۔ ترکی، ایران، سعودی عرب جیسے اسلامی ممالک بھی لسٹ کے سب سے نیچے والے ممالک میں شامل تھے۔ جو ممالک اس لسٹ میں سب سے آگے ہیں وہاں ریپ کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے لیکن اسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں جس رویے کو ریپ کہا جاتا ہے اسے ہم ریپ نہیں سمجھتے یعنی انکے ہاں خاوند کی طرف سے بیوی کے ساتھ زبردستی کو ریپ سمجھا جاتا ہے لیکن ہمارے ہاں ایسا نہیں سمجھا جاتا ہمارے ہاں تو اس اہم موضوع پر بات کرنا بھی ممنوع ہے''

اسکے بعد شاہ زیب خانزادہ نے اپنی بات کی تصدیق کے لیے تحریک انصاف کی ایک ایم این اے شاندانہ گلزار سے کرائی جنہوں نے شاہ زیب خانزادہ کی طرف سے پیش کیے جانے والے تمام دلائل کی حرف بہ حرف تصدیق کی لیکن عمران خان کی طرف سے پیش کیے جانے والے حقائق کی تائید میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

شاہ زیب خانزادہ نے عمران خان کے دلائل کے رد میں اور فحاشی یعنی پورنوگرافی، سیکچوئیلٹی، فری سیکس کی حمایت میں جو دلائل دیے اور جو نتائج اخذ کیے ان سے سول سوسائٹی اور میڈیا گٹھ جوڑ کی بلی تھیلے سے باہر آ گئی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سول سوسائٹی اور میڈیا ملکر یہ مہم چلا رہے ہیں کہ برطانیہ، یورپ وامریکہ کی طرح پاکستان میں بھی فحاشی کو قانونی درجہ دیا جائے کیونکہ فحاشی سے معاشرے پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور طلاقیں بھی کم واقع ہوتی ہیں۔ اور انسانی حقوق کی عالمی ریٹنگ کی لسٹ میں اگر ملک کا نام اوپر لے کر جانا ہے تو ضروری ہے کہ Marital Rape کا قانون لایا جائے تاکہ ہم بھی دنیا کو فخر سے یہ بتا سکیں کہ ہمارے ہاں بھی نوے فیصد شادی شدہ مرد اپنی منکوحات کے ساتھ جو جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں اگر اس میں عورت سے ہر لمحہ کے دوران با قاعدہ اجازت طلب نہ کی جائے تو ہم بھی اسے ریپ جیسا جرم تصور کرتے ہیں اور ایسے مردوں کو وہی سزا دیتے ہیں جو ریپسٹ کو دینی چاہیے۔

3.3۔ شاہ زیب خانزادہ کے دلائل کا رد

شاہ زیب خانزادہ نے سول سوسائٹی کے ایماء پر مغرب کے ایجنڈے کو تقویت دینے کے لیے جو اعداد و شمار پیش کیے ہیں انہیں صحافیانہ بد دیانتی برتتے ہوئے ادھوری شکل میں پیش کیا ہے، اس ایجنڈے کے حق میں جو دلائل دیے ہیں وہ گمراہ کن ہیں اور جو نتائج اخذ کیے ہیں وہ مذہب اور روایت دشمنی پر مبنی ہیں۔

جن اعداد و شمار کو انہوں نے جان بوجھ کر پیش نہیں کیا وہ یہ ہیں: انگلینڈ اور ویلز میں صرف ایک سال کے اندر یعنی 2016 سے 2017 کے دوران شادی کرنے کے رجحان میں 2.8 فیصد کمی واقع ہوئی۔ 2017 برطانوی تاریخ کا وہ سال تھا جب مرد اور عورت کی شادی کی شرح اپنی کم ترین سطح پر تھی یعنی مردوں اور عورتوں کے درمیان ہونے والی شادیوں کی شرح 45 فیصد تک گر چکی تھی۔ اوسطاً ایک ہزار مردوں میں سے صرف 21 کی شادیاں ہوئیں اور ایک ہزار عورتوں میں سے صرف 19 عورتوں کی شادیاں ہوئیں۔ اور جو بھی شادیاں ہوئی ان میں سے جن کو مذہبی یا روایتی طریقے کے مطابق شادی کہا جا سکتا ہے انکی تعداد 22 فیصد سے بھی کم تھی۔ دیگر شادیاں ہم جنس پرستوں کے درمیان ہوئیں جن میں سے 56 فیصد لزبئن عورتوں کے درمیان ہوئیں اور باقی ماندہ ہم جنس پرستوں نے اپنے تعلقات کو شادی کا روپ دیا۔ جتنے لوگوں نے بھی شادیاں رجسٹرڈ کروائیں ان میں سے 88 فیصد لوگ یعنی ہر دس میں سے نو افراد شادی سے قبل ہی ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلقات رکھتے تھے۔ جن افراد نے جب اپنے جنسی تعلقات کو روایتی یا مذہبی شادی کا رنگ دیا ان میں مردوں کی عمریں 38 سال سے زائد اور عورتوں کی عمریں 35 سال سے زائد تھیں۔

عمران خان کی نمائندگی کرتے ہوئے انکی پارٹی کے کسی ممبر، حکومت کے کسی وزیر مشیر نے یا کسی ممبر پارلیمنٹ نے ابھی تک شاہ زیب خانزادہ سے یہ سوال نہیں کیا کہ آپ نے یہ اعداد و شمار تو پیش کر دیے کہ برطانیہ میں طلاق کی شرح کم ہو رہی ہے لیکن یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہاں تیس سال سے کم عمر میں شادی کا کوئی تصور ہی موجود نہیں۔ وہاں تو جب جوانی کی عمر ڈھلنے لگتی ہے اور نئے جنسی تعلقات میں قبولیت کے امکانات معدوم ہونے لگتے ہیں تو آخری جنسی پارٹنر کے ساتھ تعلقات کو غنیمت سمجھتے ہوئے شادی کا روپ دے دیا جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کی تعداد بھی اب بہت ہی کم ہوتی جا رہی ہے جو اس قسم کے تعلقات کو باقاعدہ مذہبی یا سماجی رسوم کے تحت شادی کا نام دیتے ہیں ورنہ اکثریت تو کورٹ میں ایک فارم جمع کرانے کو ہی کافی سمجھتی ہے۔

جس معاشرے میں شادی کا تصور ہی معدوم ہوتا جا رہا ہو وہاں زیادہ طلاقیں کیسے ہونگی؟ طلاق تو شادی کے بعد ہوتی ہے، جب شادی ہی نہیں ہوگی تو طلاق کہاں سے ہوگی؟ جب تک برطانیہ میں شادیاں ہو رہی تھیں تو طلاق کی شرح مسلسل بڑھ رہی تھی لیکن جب سے شادیوں کے سلسلے میں بہت واضح کمی واقعی ہوئی ہے طلاقیں بھی کم ہو گئی ہیں۔ وہاں تیس، پینتیس سال سے کم عمر کے نوجوانوں کی اکثریت عارضی طور پر ایک دوسرے سے جنسی تعلقات قائم کرتی ہے اور جب ایک سے دل بھر جاتا ہے تو کسی دوسرے فرد کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کر لیتے ہیں۔ نہ یہ تعلقات شادی ہوتے ہیں اور نہ اس قسم کی علیحدگی طلاق ہوتی ہے۔

کسی بھی اسلامی معاشرے میں قانونی نکاح کے علاوہ جائز جنسی تعلقات کا کوئی تصور موجود نہیں لہذا جب سو فیصد لوگوں کی قانونی شادیاں ہونگیں تو لازمی بات ہے طلاقیں بھی ہونگی۔ اسلامی معاشروں کی شادیوں اور طلاقوں پر

مغربی معاشروں کی شادیوں اور طلاقوں کو قیاس کرنا پرلے درجے کی علمی وصحافیانہ بددیانتی ہے۔

4۔این جی اوز اور سول سوسائٹی کا کردار

موٹروے کا المناک واقعہ پیش آنے کے بعد جس طرح میڈیا نے غیر ذمہ دارانہ کردار کیا اسی طرح این جی اوز اور سول سوسائٹی نے اس واقعہ کی آڑ میں ملک بھر میں ریلیاں نکال کر کے اپنی سیاست چمکائی اور عوام کو یہ جھوٹا تاثر دینے کی کوشش کی کہ ان ریلیوں سے حکومت پر پریشر ڈالنا مقصود ہے تاکہ حکومت ایسی قانون سازی کرے جس سے مجرموں کو سخت سے سخت سزائیں دی جاسکیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان ریلیوں کا مقصد پاکستان میں ایسی قانون سازی کرنے کیلئے حکومت پر پریشر ڈالنا مقصود ہے جس سے جنسی جرائم کے اعداد وشمار کا گراف اوپر جاتا ہوا دکھائی دے یعنی دوسرے لفظوں میں یہ ریلیاں جنسی جرائم میں کمی کی بجائے بالواسطہ طور پر اضافے کے لیے نکالی جاتی ہیں۔ این جی اوز اور سول سوسائٹی کی ریلیوں کے پس پردہ حقائق جاننے کے لیے انکے کردار کا مطالعہ ضروری ہے۔

4.1۔ پہلا ٹسٹ

این جی اوز اور سول سوسائٹی کے لیڈران سے سوال کیا جائے کہ جسمانی جبر اور زیادتی کو آپ اس لیے برا سمجھتے ہیں کہ یہ فریڈم آف چوائس کے خلاف ہے لیکن غیر جسمانی جبر کو فریڈم آف چوائس کے خلاف کیوں نہیں سمجھتے؟ آپ ایک طرف جسمانی جبر اور زیادتی کے خلاف ریلیاں نکال رہے لیکن دوسری طرف میڈیا نے خاتون کی اپیل پر کوئی توجہ دینے کی بجائے اسکے معاملے کی تمام جزئیات کو دنیا بھر میں پروپیگیٹ کر کے اسکے فریڈم آف چوائس کے حق کو شدید زک پہنچائی اور اسے دنیا بھر میں بے عزت کیا اور اسکے لیے باقی زندگی کو جہنم بنا دیا۔ لیکن آپ نے میڈیا کے اس غیر جسمانی جبر اور زیادتی کے خلاف کوئی ایک بیان تک نہیں دیا۔ آپ یہ مطالبہ کیوں نہیں کرتے کہ جسمانی جبر اور غیر جسمانی جبر کرنے والوں پر ایک ہی قسم کا قانون لاگو کیا جائے۔ دنیا بھر میں جنسی جرائم کے متاثرہ افراد کی شناخت کو چھپایا جاتا ہے اور ایسے نہ کرنے والوں کو سزائیں دی جاتی ہیں لیکن آپ نے پاکستانی میڈیا کے اس غیر قانونی عمل کے خلاف سخت قانون بنانے یا انہیں سزا دینے کی کوئی بات کیوں نہیں کی؟

آپ ان ریلیوں میں شرکت کرنے والے سیدھے سادے لوگوں کو بیوقوف کیوں بناتے ہیں؟ وہ یہ سمجھ کر ریلیوں میں شرکت کرتے ہیں کہ یہ مجرموں کے خلاف ہیں اور انکا مقصد مجرموں کو سخت سزائیں دلانا ہے جبکہ ان ریلیوں کا اصل مقصد تو مغرب کے ایجنڈے پر عمل درآمد کر کے بیرونی آقاؤں کو خوش کرنا ہے تاکہ فنڈنگ کا سلسلہ معمول کے مطابق جاری رہے۔ اگر آپ کے نیک مقاصد ہوتے تو آپ کا موقف واضح ہوتا لیکن آپ کی دورخی پالیسی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کے مقاصد ذاتی مفادات پر مبنی ہیں۔

4.2۔ دوسرا ٹسٹ

این جی اوز، سول سوسائٹی اور فیمنسٹ ماہرین کے قول وفعل میں تضاد کو ٹسٹ کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آپ ان سے یہ دریافت کریں کہ پچھلے دس بارہ سالوں میں آپ نے امریکہ اور دیگر بین الاقوامی اداروں کی طرف سے پاکستانی حکومتوں پر پریشر ڈلوا کر جنسی جرائم کے حوالے سے جو قوانین منظور کرائے ہیں ان قوانین کے مسودے آپ نے، آپکی تنظیموں کے ماہرین اور آپ کے کولیگز یعنی وزراء اور بیوروکریسی وغیرہ نے تیار کرائے تھے۔ پھر کیا

وجہ ہے کہ آپ کو ایک کے بعد ایک قانون منظور کرنا پڑا لیکن آپ ہی کے بقول کسی قانون سے بھی یہ جرائم کنٹرول نہیں ہو پائے۔

آپ نے وومن پروٹیکشن بل پاس کروایا، پھر کام کی جگہوں پر خواتین کے خلاف ہراسمنٹ کی پروٹیکشن کا ایکٹ پاس کروایا، پھر ایسڈ اینڈ برن کرائم بل پاس کروایا، پھر پروٹیکشن آف انٹی وومن پریکٹس ایکٹ پاس کروایا، پھر ڈومیسٹک وائلنس (پریونشن اینڈ پروٹیکشن) ایکٹ پاس کروایا، پھر کرائم لاء امینڈ منٹ (عزت اور غیرت کے نام پر ہونے والے جرائم) ایکٹ منظور کروایا۔ لیکن جیسے آپ تھوک کے حساب سے قوانین منظور کرواتے جا رہے ہیں ویسے ویسے آپ ہی کے بقول جرائم کا گراف اوپر سے اوپر جا رہا ہے۔ اب آپ اس واقعے کی آڑ میں کونسا قانون منظور کروانا چاہتے ہیں صاف صاف بتا دیں؟؟ ہمیں تو صاف نظر آ رہا ہے کہ آپ لوگ حکومت پر پریشر ڈلوا کر شادی شدہ جوڑوں کے جنسی تعلقات کو ریپ کا روپ دینے والا Marital Rape قانون منظور کروانا چاہتے ہیں۔ اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی ریلیوں کا مقصد جنسی جرائم کے گراف میں اضافہ کروانا ہے کیونکہ یہ قانون منظور ہونے کے بعد سول سوسائٹی کی مہمات کے ذریعے شادی شدہ مردوں پر اپنی منکوحات کے خلاف ریپ کے مقدمات درج کروائے جائینگے اور لازمی بات ہے اس سے پاکستان میں ریپ کے اعداد وشمار بڑھا کر یورپ اور امریکہ کے قریب تر دکھائے جاسکتے ہیں۔ یہی این جی اوز اور سول سوسائٹی کا بنیادی مقصد ہے جو پورا ہو جائے گا اور یہ ریلیاں اسی مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ مزید یہ کہ جب شادی شدہ مردوں پر اپنی منکوحات کے خلاف ریپ کے مقدمات درج ہونگے تو وہ شادیاں کیوں کریں گے؟ وہ ان مقدمات سے بچنے کے لیے وہی کچھ کریں گے جو مغرب میں ہو رہا ہے اور اس سے فحاشی عام ہوگی یعنی ان ریلیوں کا بالواسطہ طور پر ایک یہ مقصد بھی ہے کہ پاکستان میں فحاشی عام ہو۔

علاوہ ازیں آپ اور آپ کے دیگر ایکسپرٹ بھائی اتنے نا اہل کیوں ہیں کہ آپ سے ڈھنگ کا کوئی قانون بنتا ہی نہیں۔ آپ ایک قانون پر اتفاق کرتے ہیں وہ منظور ہوتا ہے آپ پھر احتجاج کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ایک قانون آپ تجویز کرتے ہیں اس پر سب کا اتفاق ہوتا ہے وہ منظور ہوتا ہے اور آپ اس میں سے خود ہی کیڑے نکالنے شروع کر دیتے ہیں اور ہمیں پھر نیا لولی پاپ دینے لگتے ہیں کہ ایک اور نیا قانون چاہیے۔ آپ کا قانون، قانون کھیلنے کا یہ سلسلہ کب اور کہاں رکے گا؟

آپ کے بنوائے گئے سب قوانین امریکی قوانین کے چربے ہیں لیکن پھر بھی امریکہ اور بین الاقوامی ادارے آپ لوگوں سے خوش کیوں نہیں وہ ہر چند ماہ کے بعد آپ سے ''ڈومور'' کے تقاضے کیوں کرتے ہیں؟ آپ ان سے پاکستان میں جنسی جرائم کا گراف بلند کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے پیسے پکڑ لیتے ہیں پھر سب بھائی (این جی اوز، سول سوسائٹی، فیمنسٹ ماہرین، وزراء، ممبران پارلیمنٹ، بیوروکریسی، میڈیا) وہ پیسہ آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور جب امریکہ اور دیگر ڈونرز آپ سے پوچھتے ہیں کہ اچھا قوانین تو بنا لیے لیکن ان قوانین کے تحت گرفتار کیے گئے مجرمان کہاں ہیں تو پھر آپ ان ڈونرز کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے کبھی جرائم کی ایک کیٹیگری کو دوسری کیٹیگری میں ڈالتے ہیں اور کبھی دوسری کیٹیگری کو تیسری کیٹیگری میں ڈالتے ہیں اور یوں ہیر پھیر کر کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہاں پاکستان میں بھی جنسی جرائم کا گراف بڑھ رہا ہے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ آپ نے 2018 اور 2019 میں جنسی جرائم کے اندراج کی مہم چلائی۔ جب جرم ہوتا ہے کسی کے حقوق پامال ہوتے ہیں تو وہ دادرسی کے لیے فریاد بھی کرتا ہے تو اسکی رپورٹنگ بھی ہو جاتی ہے۔ جیسے کسی کو بھوک اور پیاس لگتی ہے تو وہ پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے خوراک اور پانی تلاش کرتا ہے، جب کسی کو پتہ چلے کہ کوئی چیز مفت بانٹی جارہی ہے تو وہاں فوراً رش لگ جاتا ہے اسی طرح جب کسی کے لیے جان، عزت، آبرو کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو وہ شور مچاتا ہے، تحفظ ڈھونڈتا ہے، مدد کے لیے پکارتا ہے، تھانہ، کورٹ کچہریوں کے دروازے کھٹکھٹاتا ہے اور یہ سب فطری باتیں ہیں۔ آخر آپ کو اس کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ آپ گھر گھر جا کر خواتین کو کنونس کر رہے تھے کہ وہ تھانے جا کر رپورٹ درج کرائیں کہ انکا خاوند انکے ساتھ زبردستی کرتا ہے۔ ظاہر ہے یہ آپ کی جاب ہے اور آپ کو اس کام پر لگایا گیا ہے کہ آپ پاکستان میں جنسی جرائم کا گراف بلند کر کے دکھائیں اور اسکے لیے آپ کو ایڈوانس معاوضہ دیا جا چکا ہے۔

یہ معاوضہ اور تنخواہ لینے کی بات کوئی ہمارے ذہن کی اختراع نہیں ہے یہ این جی اوز اور فیمنسٹ لیڈران خود امریکہ اور عالمی اداروں کے سامنے ایک دوسرے کے پول کھولتے رہتے ہیں۔ اسکے ثبوت کے لیے زیادہ تگ و دو کرنے کی بھی ضرورت نہیں صرف فیمنسٹ اسکالر ڈاکٹر روبینہ سہگل کا ریسرچ پیپر Feminism and the Women Movement in Pakistan دیکھ لیں۔ اس تحقیق کے لیے بھی عالمی اداروں نے فنڈنگ کی اور اسکا مقصد پاکستانی سول سوسائٹی کے اندر کی باتیں جاننا تھا۔ اس پیپر میں مختلف اسکالرز مثلاً فوزیہ گردیزی، عائشہ جلال، امینہ جمال، طاہرہ عبداللہ، صبا خٹک، لالہ رخ وغیرہ نے جو فیمنزم کی طرف جھکاؤ رکھتے ہیں پاکستان میں سول سوسائٹی اور فیمنزم کو یو ایس ایڈ کے ملازمین، فارن فنڈنگ میں خرد برد کرنے والے اور Paid Activists قرار دیا۔ جب آپ کے اندر کے لوگ آپ کو کرائے کا گوریلا کہہ رہے ہیں تو لازمی بات ہے عوام بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ آپکی ریلیوں کا مقصد جنسی جرائم میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہے کیونکہ آپ کو اسی کام کی تکمیل کا معاوضہ دیا گیا ہے۔

مزید یہ کہ آپ کو مشرقی و مذہبی تہذیبوں کے روایتی قوانین، جنسی جرائم کو کنٹرول کرنے کے طریقہ کار اور سزائیں وغیرہ پسند نہیں اور آپ ان طریقوں کو فرسودہ اور قوانین کو ظالمانہ قرار دیتے ہیں لیکن مغرب سے آئے ہوئے ہر طریقہ کار اور قانون کو چوم کر گلے لگاتے ہیں۔ آپ کو ہاتھ کاٹنے اور موت کی سزا غیر ظالمانہ لگتی ہے لیکن عضو تناسل کاٹنے والی سزا (مجوزہ) اور ابوغریب جیل میں دی جانے والی وحشیانہ سزائیں انسانیت کے تقاضوں کے عین مطابق نظر آتی ہیں۔ اسی طرح کوڑوں کی سزا آپ کے نزدیک غیر انسانی ہے لیکن اگر عمر قید کی صورت میں کوئی قیدی بنیادی انسانی ضروریات کی عدم فراہمی کی صورت میں ذہنی اور نفسیاتی مریض بن جائے اور سسک سسک کر مر جائے تو وہ غیر انسانی عمل نہیں ہے۔ کسی مجرم نے فساد فی الارض اور دہشت گردی کی صورت میں معاشرے کے خلاف جو ظلم کیا ہوتا ہے اس پر آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن اگر معاشرہ اسکو سر عام پھانسی دینا چاہے تو وہ آپکو غیر انسانی فعل نظر آتا ہے۔ پہلے آپ طے تو کریں کہ آپ مجرموں کے ساتھ ہیں یا معاشرے کے ساتھ ہیں؟ آپ نے کبھی یہ سوچا کہ اگر جیلوں اور مجرموں پر خرچ ہونے والے اربوں روپے کے بجٹ کو انسانیت کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے تو معاشرے میں کتنی بڑی تبدیلی آ سکتی ہے؟ ایسا عمل صرف اسی صورت میں ہی ممکن ہے جب فوری انصاف ہو اور سادہ

وروایتی سزائیں دے کر معاملات کو فوری طور پر نمٹایا جائے۔

4.3۔تیسرا ٹسٹ

اس گفتگو کو سمجھنے کے لیے ایک مثال کو سامنے رکھیے۔ایسی مثالیں ہر گلی، محلے اور آبادی میں مل جاتی ہیں کہ کچھ لوگ اپنی اولاد کی مناسب تعلیم وتربیت نہیں کر پاتے اور ان کی اولاد میں سے کچھ بچے آوارہ گردی وغیرہ کا شکار ہو جاتے ہیں یا چھوٹے موٹے جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگوں سے اگر انکی اولاد کے بارے میں پوچھا جائے تو عام طور پر وہ انکی برائیوں پر پردہ ڈالتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پردہ پوشی کیے بغیر بتا دیتے ہیں کہ ان کے کچھ بچے اچھے ہیں لیکن کچھ تعلیم وتربیت میں کمی، ماحول یا کسی بھی وجہ سے خرابیوں کا شکار ہو گئے ہیں۔کچھ لوگ کسی ایک، دو لڑکوں کو عاق بھی کر دیتے ہیں یا مرضی کے خلاف قدم اٹھانے والی لڑکی سے قطع تعلق بھی کر لیتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن آج تک آپ نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا ہو گا کہ جو پڑھا لکھا ہو، بقائم ہوش وحواس ہو، اسکے رشتہ داروں اور محلے والوں کی اسکے خاندان کے بارے میں اچھی یا کم از کم مناسب رائے ہو لیکن پھر بھی اس نے اپنے گھر کے باہر کوئی بینر، بورڈ یا پلے کارڈ آویزاں کیا ہو یا ہر روز اخباروں میں اشہار دے رہا ہو یا پولیس، کورٹ، کچہری، ملکی و غیر ملکی اداروں کو دعوت دے رہا ہو کہ آؤ میرے گھر والوں کو چیک کرو، انکی اچھی طرح جانچ کرو، تمہیں انکے بارے میں غلط فہمی ہے کہ یہ اچھے لوگ ہیں یہ تو دراصل جرائم پیشہ لوگ ہیں۔

آپ کو ایسی کوئی مثال اس لیے نظر نہیں آئے گی کہ تمام لوگ اپنے گھر، اور اپنے گھر والوں سے پیار کرتے ہیں، کبھی گھر کے اندر کوئی مسئلہ ہو جائے تو ثالثی کے لیے دوسروں کو بھی شامل کر لیتے ہیں، جھگڑے ہو جائیں تو کورٹ کچہری تک بھی جاتے ہیں لیکن اپنے گھر یا اپنے گھر والوں کے خلاف پروپیگنڈا کوئی نہیں کرتا کیونکہ سب کو اپنے گھر اور گھر والوں سے پیار ہوتا ہے۔

اب آپ ذرا این جی اوز، سول سوسائٹی، فیمنسٹ لیڈران، ایکسپرٹس اور ان کے زیر اثر چلنے والے مختلف اداروں، میڈیا اور میڈیا کے کچھ اینکرز اور صحافیوں کا جائزہ لیجیے کہ یہ لوگ پاکستان (جو کہ ہمارا اور انکا گھر ہے) کے بارے میں کس طرح کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔اس مختصر مضمون میں ہم انکی طرف سے پاکستان کے خلاف لکھی گئی کتابوں، ریسرچ پیپرز، آرٹیکلز، انٹرویوز، ڈاکومینٹریز کی بات نہیں کر رہے۔اس پر بات کرنے کے لیے ایک دفتر درکار ہے ہم صرف ان اعداد وشمار کی بات کر رہے ہیں جو یہ لوگ ہیر پھیر کر کے پیش کرتے ہیں تا کہ پاکستان میں جنسی جرائم کا گراف بھارت، یورپ، کنیڈا، آسٹریلیا اور امریکہ کے برابر نظر آئے۔

فزیکل وائلنس اور جنسی وائلنس دو الگ جرائم ہیں لیکن سول سوسائٹی کے زیر اثر اخبارات اور ادارے، جب عورت کے خلاف وائلنس کی بات کرتے ہیں تو فزیکل وائلنس اور جنسی وائلنس کو ملا کر پیش کرتے ہیں تا کہ کل اعداد وشمار بڑے نظر آئیں کیونکہ جنسی وائلنس کا اصل ڈیٹا بہت کم اعداد وشمار دکھاتا ہے۔مثلاً ایکسپریس ٹرائیبون نے ایک آرٹیکل کو عنوان دیا کہ ''93 فیصد پاکستانی خواتین زندگی میں ایک بار جنسی وائلنس کا سامنا ضرور کرتی ہیں'' لیکن اسکے اندر اگر مضمون کا مطالعہ کریں تو اسکی پہلی سطر میں لکھا ہے کہ 70 فیصد پاکستانی خواتین اور لڑکیاں اپنی زندگی میں کم از کم ایک بار فزیکل یا جنسی وائلنس کا شکار ضرور ہوتی ہیں اور اس بات کے ثبوت کے طور پر ''مددگار نیشنل ہیلپ لائن'' کے ضیاء

احمد اعوان کی ایک پریس کانفرنس کو پیش کیا گیا جس کے مطابق ہیلپ لائن کے ذریعے 2016 کے سال کے اندر 7561 کیسز رپورٹ ہوئے جن میں 118 بچپن کی شادی، 162 سائبر کرائم، 14 بچوں کے ساتھ زیادتی، 2094 گھریلو تنازعات، 14 جبری شادی، 562 فزیکل ہراسمنٹ، 12 کاروباری، 2251 بچوں کی گمشدگی، 213 عورتوں کی گمشدگی، 5 زنا، 6 لواطت، 7 جنسی ابیوز، 5 عورتوں کا اغوا، 10 جنسی ہراسمنٹ کے کیسز سامنے آئے۔ یعنی جنسی ہراسمنٹ کے 10 کیسز کو اخبار نے 93 فیصد کی سرخی لگا کر پاکستان کی 22 کروڑ عوام کو گمراہ کیا۔

پاکستانی میڈیا کے مقابلے غیر ملکی میڈیا پھر بھی بہتر ہے جیسے بی بی سی اردو کے ایک آرٹیکل نے سرکاری محتسب کا حوالہ دیتے ہوئے اعداد و شمار کا ہیر پھیر کیے بغیر جو اعداد و شمار پیش کیے اسکے مطابق پاکستان میں 2011 سے 2014 تک جنسی ہراسمنٹ کے سلسلے میں 173 کیسز درج ہوئے جن میں اکثریت کا تعلق سرکاری دفاتر سے تھا۔ 2016 میں 77 کیسز رپورٹ ہوئے، 2017 میں 88 کیس رپورٹ ہوئے۔

خواتین کے حقوق کی تنظیمیں اور فیمنسٹ تحریک مذکورہ اعداد و شمار پر یہ واویلا مچاتے ہیں کہ درحقیقت پاکستان میں ایسے کیسز تو زیادہ ہوتے ہیں لیکن رپورٹ نہیں ہوتے اس لیے انکے پریشر کی وجہ سے 2018 میں جنسی ہراسمنٹ کے کیسز رپورٹ کرنے کے حوالے سے خصوصی مہم چلائی گئی اور 22 کروڑ کی آبادی میں سال بھر میں 272 کیس رپورٹ ہوئے اور سال 2019 میں 366 کیس رپورٹ ہوئے۔ تمام باخبر لوگ جانتے ہیں کہ اس سے زیادہ کیس تو امریکہ کی ایک اسٹیٹ کی ایک کاؤنٹی میں مہینے بھر میں رپورٹ ہو جاتے ہیں۔

فزیکل ڈومسٹک وائلنس (گھریلو جھگڑے) ایک بالکل ہی الگ طرح کا ناخوشگوار روایتی طرز عمل ہے جسکا جنسی ہراسمنٹ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس طرز عمل کی ہلکی شکل صرف تُو تکار یا لفظی جنگ (منہ ماری) تک محدود ہوتی ہے اور پاکستان کی اکثریت جو جدید تمدن کے باسیوں کے لیے دن رات خون پسینہ ایک کرتی ہے اور اسکے بدلے انہیں زندگی کی بنیادی سہولیات بھی میسر نہیں ہوتیں انکے گھروں میں یہ لفظی جنگ ہر روز کا معمول ہے۔ ہمارے ہاں غریب لوگوں کی بستیوں میں یہ کوئی جرم نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ پولیس اسٹیشن پر اگر کوئی ایسی درخواست آتی بھی ہے تو وہ اسکو لائق توجہ نہیں سمجھتے۔ لیکن مغرب میں چونکہ وربل ابیوز بھی ایک جرم ہے اس لیے غیر ملکی ادارے جب پاکستان میں سروے کراتے ہیں تو وہ تو تکار اور منہ ماری کو بھی جرم کے زمرے میں شمار کرتے ہیں حالانکہ یہ ہمارے ہاں کوئی جرم نہیں۔ نیز انکے لیے یہ تو ممکن نہیں کہ بائیس کروڑ آبادی کا مکمل سروے کریں لہذا وہ دو، چار سو افراد کا ایک سمپل لیکر اس سے اندازے اور تخمینے لگا کر اپنے اعداد و شمار جاری کر دیتے ہیں اور ہمارے اخبارات اور میڈیا کے عجلت پسند اور غیر محتاط صحافی و تجزیہ کاران تخمینوں کی حقیقت سمجھے بغیر اس پر سرخیاں جما دیتے ہیں۔ مثلاً 13-2012 میں پاکستان ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے ہوا جس میں انہوں نے ایک چھوٹا سا سمپل ڈیٹا لے کر کچھ خواتین کے انٹرویو کیے جس میں خواتین کی اکثریت نے اس بات کا اقرار کیا کہ انکے گھر میں ہر روز میاں کے ساتھ چھوٹی موٹی باتوں پر بحث مباحثہ ہوتا ہے لیکن ان نتائج کو اس سروے نے جرنلائز شکل میں اس طرح پیش کیا کہ پاکستان میں 47 فیصد خواتین کے ساتھ فزیکل ڈومیسٹک وائلنس ہوتا ہے۔ اس سے قبل 2009 میں ہیومن رائٹس واچ نے ایسے ہی ایک سروے میں کہا کہ پاکستان میں 70 سے 90 فیصد خواتین ڈومیسٹک وائلنس کا شکار ہیں۔

اسی طرح مشرقی تہذیبوں میں قانونی شادی اور نکاح کے بغیر ہر طرح کے جنسی تعلق کو جرم اور گناہ سمجھا جاتا ہے لیکن قانونی شادی کے بعد اگر فریقین واضح طور پر ایک دوسرے کی مرضی اور خواہش جانے بغیر جنسی تعلقات قائم کرتے ہیں تو وہ نہ گناہ ہے اور نہ ہی جرم۔ لیکن مغربی تہذیب میں خواہش، شوق اور مرضی کے مطابق کیا گیا ہر جنسی عمل جائز اور بغیر خواہش، رضامندی اور شوق کے کیا گیا ہر جنسی عمل جرم ہے۔ اس لیے انکے ہاں قانونی طور پر جائز میاں بیوی کے درمیان بھی اگر جنسی عمل میں رضامندی شامل نہ ہو تو وہ اسے ریپ کہتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اسے ریپ نہیں کہا جاتا۔ اس لیے انکے ادارے جب یہاں سروے کرتے ہیں تو چار پانچ سو خواتین پر مشتمل چھوٹا سا سیمپل عموماً ایسا ہوتا ہے جو سول سوسائٹی کی طرف سے ہی مہیا کیا جاتا ہے اور اس sample سے جب سوال کیا جاتا ہے کہ کیا آپ کا میاں آپ کی رضامندی جانے بغیر آپ کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرتا ہے تو اس کا جواب ہر ایک کی طرف سے ہاں میں ہی دیا جاتا ہے۔ ان خواتین کو اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ ان کے اس جواب سے کس قسم کے سنگین نتائج اخذ کئے جائیں گے۔ یونائیٹڈ نیشنز کی ایک ایسی ہی اسٹڈی نے اسی طرح کے سروے سے یہ نتائج اخذ کئے کہ پاکستان میں 50 فیصد شادی شدہ خواتین کے ساتھ ڈومسٹک وائلنس ہوتا ہے اور 90 فیصد خواتین کا نفسیاتی طور پر استحصال ہوتا ہے۔ یہ اعداد و شمار اور تخمینے اگرچہ گمراہ کن ہیں لیکن پھر بھی انکا جنسی ہراسمنٹ کے جرم سے کوئی تعلق نہیں لیکن سول سوسائٹی اور فیمنزم کے زیر اثر چلنے والا پاکستانی میڈیا اور پریس جنسی ہراسمنٹ کی سرخی جما کرا سکے نیچے دیگر جرائم کے اعداد و شمار درج کرتے ہیں۔

مغرب میں تو خاندان کا ادارہ ختم ہو چکا ہے۔ وہاں کونسا معاہدہ اور ساتھ زندگی گزارنے کا کونسا وعدہ؟ وہ تو ہر رات ایک نئی جگہ گزارتے ہیں۔ اب ظاہر ہیں اگر ٹرین یا ہوائی جہاز میں دو مسافروں کی سیٹیں ساتھ ساتھ ہوں تو انہوں نے ہمیشہ ساتھ رہنے کا کوئی معاہدہ تو نہیں کیا ہوتا انہیں معمولی بات پر بھی ایک دوسرے سے مسئلہ ہو سکتا ہے اور اگر وہ معمولی بات پر انتظامیہ، پولیس، کورٹ، کچہری کو بلالیں گے تو بلا سکتے ہیں انکے درمیان کونسا معاہدہ ہے جس کے ٹوٹنے کا کوئی غم ہے یا افسوس لیکن اسلامی معاشروں میں یہ صورتحال نہیں ہے۔

این جی اوز، سول سوسائٹی اور فیمنسٹ لیڈران و ماہرین اور میڈیا کے اس شرمناک کردار پر ان سے سوال کرنا چاہیے کہ انکا وہ کونسا جذبہ محرکہ ہے جس کے تحت وہ پاکستان میں جنسی جرائم کا گراف بڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے ان کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں سیدھی سی بات ہے وہ نوکری کر رہے ہیں اور انکو جس کام کا معاوضہ دیا جاتا ہے انہوں نے وہی کام سرانجام دینا ہے۔

5۔ حرف آخر

اس مضمون کی اشاعت سےقبل اسکے تمام مباحث کو فیس بک پوسٹوں کے ذریعے نشر کیا گیا تھا۔ اس دوران ایک صاحب نے یہ نکتہ اٹھایا کہ ''جنسی زیادتی انسانی معلوم تاریخ کا سب سے موثر ہتھیار رہا ہے۔ ہمیشہ حملہ آور فوج یہی کام کرتی تھیں۔ قیام پاکستان کے وقت اور سقوط ڈھاکہ کے وقت بھی فوج پر اسی قسم کے الزامات لگائے گئے۔ اس وقت تو فیمنسٹ تحریک موجود نہیں تھا کہ اسے الزام دیا جاتا ہے کہ وہ جنسی جرائم کا گراف بڑھانا چاہتی ہے؟''

اس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ ''جنگی صورتحال ایک استثنٰی کی صورتحال ہوتی ہے اور آپ کا یہ سوال اسی استثنٰی

کی صورتحال سے تعلق رکھتا ہے۔اور کسی بھی استثنائی صورتحال کا کسی سماج، ملک، ریاست کے مروجہ قانون، قاعدے اور اقدار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔اس لئے استثنٰی کی صورتحال پر کوئی آرگومنٹ نہیں بنتا۔ باقی جہاں تک بات ہے فیمنسٹ تحریک کے ہونے کی تو حال ہی میں ابوغریب جیل میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے اس پر فیمنسٹ تحریک نے کونسا احتجاج کیا؟ یا اس وقت امریکہ کی فوج کے اندر، پولیس کے اندر، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے اندر جو جنسی جرائم ہو رہے ہیں انکو ختم کرنے کے حوالے سے فیمنسٹ تحریک نے کونسا کارنامہ سرانجام دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیام پاکستان کے وقت اور بنگلہ دیش کے قیام کے وقت تو فیمنزم کی تحریک پاکستان میں وجود ہی نہیں رکھتی تھی؟ آپ نے شاید فیمنسٹ ماہرین کی طرف سے پاکستان میں فیمنزم کی تاریخ کے حوالے سے کئے گئے دعوں کا مطالعہ نہیں کیا انکا دعوی ہے کہ اس خطے میں فیمنزم کی تحریک کی بنیاد 1870 میں پڑی۔اور انکا یہ بھی دعوی ہے کہ قیام پاکستان سے قبل یعنی 1937 میں یہ تحریک اپنے پورے عروج پر تھی، قیام پاکستان سے قبل انکا اپنا ایک خفیہ ریڈیو اسٹیشن تک قائم تھا جسے انگریز سامرج نہ تلاش کر سکا نہ بند کر سکا۔اسکی تفصیلات ڈاکٹر روبینہ سہگل، فیمنسٹ اسکالر کی کتاب میں درج ہیں۔ پاکستان میں بینظیر صاحبہ کے قتل کے موقع پر جو لاکھوں کی تعداد میں ریپ ہوئے اس وقت جنگی صورتحال نہیں تھی اور انکا الزام آپ فوج پر نہیں لگا سکتے؟ وہ تو انسانی حقوق کی علمبردار جماعت کے کارکنوں نے کئے تھے۔اور انکے خلاف کسی فیمنسٹ لیڈر نے کوئی بیان تک کیوں نہیں دیا۔

مرد اور عورت ایک گاڑی کے دو پہیوں کی مانند ہیں اور کسی ایک کے بغیر زندگی کی یہ گاڑی نہیں چل سکتی۔دونوں کے کچھ وظائف تو الگ الگ ہو سکتے ہیں لیکن زندگی کی گاڑی میں دونوں کا اپنا اپنا کردار ناگزیر ہے۔مرد اور عورت کے درمیان عمدہ تعلقات نہ صرف زندگی کی گاڑی کو رواں دواں رکھنے کے لیے ضروری ہیں بلکہ ان عمدہ تعلقات کے بغیر کوئی تہذیب قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ ہر دو اصناف یعنی مرد اور عورت کے مسائل انسانیت کے ہی مسائل ہیں اور ضروری ہے کہ مرد و زن مل کر ان مسائل کو حل کریں نہ کہ اس سلسلے میں ایک دوسرے کو موردالزام ٹھہرائیں۔جن لوگوں نے مرد و زن کے مسائل کو سیاسی رنگ دے کر اس بنیاد پر تنظیمیں اور تحریکیں بنالی ہیں وہ ان مسائل کو حل کرنے میں سنجیدہ نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنے مفادات اور سیاست چمکانے کے لیے مرد و زن کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا ہے۔ہمیں ان مسائل پر جذباتی اور سیاسی ردعمل دینے کی بجائے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کرتے ہوئے اور دونوں اصناف کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سوچنا چاہیے اور مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیے۔

شاہنواز فاروقی

سندھ کا ہیرو کون؟ محمد بن قاسم یا راجا داہر؟

اسلام دشمن طاقتوں کا وتیرہ ہے کہ وہ اسلام، اسلامی تہذیب اور اسلامی تاریخ کے ''مسلّمات'' کو بدلنے کی سازش کرتی ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے سندھ محمد بن قاسم کی وجہ سے باب الاسلام کہلاتا ہے اور محمد بن قاسم ہی سندھ کا اصل ہیرو ہے مگر چند روز پیش تر ٹوئٹر پر راجا داہر کو سندھ کا ہیرو اور محمد بن قاسم کو سندھ کا ولن باور کرانے کی مہم چلائی گئی۔ اس مہم میں بی بی سی نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ بی بی سی کی ویب سائٹس پر اس حوالے سے جو مواد ڈالا گیا اس میں راجا داہر کو ''سندھ کا بیٹا'' یا son of the soil قرار دیا گیا۔ راجا داہر کو سندھ کی خود مختاری کی علامت باور کرایا گیا۔ راجا داہر کو اعلیٰ کردار کا حامل قرار دیا گیا۔ بی بی سی کی ویب سائٹ پر موجود مواد کے مطابق راجا داہر نے سندھ کی خود مختاری کے دفاع کی جنگ لڑی۔ راجا داہر ''شہید'' ہے۔ اس کے برعکس محمد بن قاسم عرب جارحیت اور ''عرب استعمار'' کی علامت تھے۔ محمد بن قاسم کو پہلا پاکستانی کہا جاتا ہے۔ فوجی آمر جنرل ضیا نے نصاب میں تبدیلی کر کے محمد بن قاسم کو ہیرو کے طور پر پیش کیا۔ بی بی سی نے اس سلسلے میں کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر منان احمد آصف سے رابطہ کر ڈالا۔ انھوں نے کہا کہ سندھ میں جماعت اسلامی محمد بن قاسم کی شخصیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہے۔ جی ایم سید نے راجا داہر کو سندھ کے ہیرو کے طور پر پیش کیا۔ رفیق وسان کے مطابق جی ایم سید سمجھتے تھے کہ عربوں کا سندھ آنا اسلام پھیلانے کے لیے نہیں تھا بلکہ عرب ایک سامراجی قوت کے طور پر یہاں آئے تھے۔ راجا داہر کو ہیرو کے طور پر پیش کرنے والوں نے کہا کہ جب پنجاب میں رنجیت سندھ کا مجسمہ ایستادہ کیا جاسکتا ہے تو سندھ میں راجا داہر کا مجسمہ کیوں نصب نہیں ہوسکتا؟۔

انسان اس طرح کی باتیں سنتا اور پڑھتا ہے تو اس بات پر حیران رہ جاتا ہے کہ لوگ کس طرح عوام کی لاعلمی کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چلیے پہلے راجا داہر کے ''کردار'' پر بات ہوجائے۔ چچ نامہ سندھ کی تاریخ کے حوالے سے ایک قدیم، معتبر اور اہم دستاویز ہے۔ اس دستاویز میں لکھا ہے کہ راجا داہر نے اپنی بہن سے شادی کی ہوئی تھی۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اپنی بہن سے شادی کرنے والے کو سندھ کا ''ہیرو'' قرار دے۔ چچ نامے کے مطابق راجا داہر نے اپنی بہن سے شادی بھی ایک ستارہ شناس یا نجومی کے کہنے پر کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجا داہر کا مذہب ''ہندوازم'' نہیں تھا بلکہ ''علم نجوم'' تھا۔ لیجیے ثابت ہوگیا کہ راجا داہر تو ہندو بھی نہیں تھا۔ چچ نامہ بتاتا ہے کہ راجا داہر اپنے والد کا چھوٹا بیٹا تھا۔ اس اعتبار سے وہ راجا بننے کا بھی اہل نہیں تھا۔ راجا اس کے بڑے بھائی کو ہونا چاہیے تھا مگر راج نجومی ''بدھی مان'' نے راجا داہر کو پٹی پڑھائی کہ راجا تمہیں ہونا چاہیے۔ چناں چہ راجا

داہر نے بادشاہت ہتھیا لی۔ راجا داہر اس حد تک نجومی بدھی مان کے زیر اثر تھا کہ اس کے مشورے پر اس نے ایک مرحلے پر اپنے بڑے بھائی کے ساتھ سفر کرنے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ اس کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا تو نجومی نے کہا کہ تمہیں اپنے بھائی کے کریا کرم میں شرکت کے لیے نہیں جانا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا بھائی مرا نہ ہو اور وہ تمہیں سازش کے تحت اپنے یہاں آنے پر مجبور کر رہا ہو۔ یہ راجا داہر کے ''کردار'' کی چند جھلکیاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسا شخص سندھ کا ہیرو ہوسکتا ہے؟۔

اب بات ہوگی یہ کہ محمد بن قاسم حملہ آور یا مداخلت کار تھا اور راجا داہر دھرتی کا بیٹا یا son of the soil تھا۔ چچ نامہ بتاتا ہے کہ راجا داہر برہمن تھا اور برہمن آریائی نسل ہے اور یہ بات کون نہیں جانتا کہ آریہ وسطی ایشیا سے آئے تھے اور انہوں نے آکر دراوڑوں کے ہندوستان پر اسی طرح قبضہ کیا تھا جس طرح سفید فاموں نے ریڈ انڈینز کے امریکا پر قبضہ کیا تھا۔ ہندوستان کے اصل باشندے آریہ نہیں دراوڑ تھے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو صورتِ حال یہ بنی کہ محمد بن قاسم بھی مخصوص معنوں میں ''دھرتی کے بیٹے'' نہیں تھے اور راجا داہر بھی ''دھرتی کا بیٹا'' نہیں تھا۔ محمد بن قاسم بھی مداخلت کار تھے اور راجا داہر بھی مداخلت کاروں کی اولاد تھا۔ اس اعتبار سے محمد بن قاسم اور راجا داہر میں صرف یہ فرق ہے کہ راجا داہر پرانا مداخلت کار ہے اور محمد بن قاسم نئے مداخلت کار ہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ راجا داہر کے پرستاروں کو راجا داہر کے بزرگوں کا ہندوسندھ پر قبضہ تو قبضہ نظر نہیں آتا مگر محمد بن قاسم کی بے مثال فتح ''قبضہ'' نظر آتی ہے۔

راجا داہر کو ''شہید'' بھی قرار کر دیا گیا ہے۔ یہ جہالت کی انتہا ہے۔ اس لیے کہ ہندوازم میں شہادت کا تصور زندگی اور موت یہ ہے کہ انسان مرجاتا ہے اور پھر دوبارہ کسی اور شکل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان کی نئی زندگی کا تعین اس کی پرانی زندگی کے اعمال کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ انسان نے پرانی زندگی میں اچھے اعمال کیے ہوتے ہیں تو انسان نئی زندگی میں بہتر روپ میں پیدا ہوتا ہے لیکن اگر اس نے پرانی زندگی میں گناہ کیے ہوتے ہیں تو وہ نئی زندگی میں گائے، بیل، بھینس، کتا یا بلی بن کر بھی پیدا ہوسکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوازم میں شہادت کا تصور موجود ہی نہیں ہوسکتا۔ ہندو ''شہید'' اور ''شہادت'' کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو مسلمانوں کے مذہب، تہذیب اور تاریخ کے زیر اثر ایسا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ بیچارہ راجا داہر صرف ''ہلاک'' ہوا تھا ''شہید'' نہیں ہوا تھا۔

جہاں تک اسلام کا تعلق ہے اس کے دائرے میں انسان کا اصل تشخص نہ نسل ہے، نہ زبان ہے، نہ دھرتی ہے، انسان کا اصل تشخص صرف لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے۔ اس کا شعور بندگی ہے۔ سیدنا نوحؑ کا نافرمان بیٹا انہی کی اولاد تھا مگر اللہ نے سیدنا نوحؑ سے صاف کہا کہ یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے۔ غزوہ بدر کے بعد سیدنا ابوبکرؓ کے بیٹے نے جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے کہا کہ آپ جنگ کے دوران کئی بار میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے والد سمجھ کر آپ کو

چھوڑ دیا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑتا۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو محمد بن قاسم ''دھرتی کا بیٹا'' تو نہیں تھا مگر وہ ''اللہ کا بندہ'' ضرور تھا۔ وہ اللہ، اس کے رسول اور قرآن مجید پر ایمان رکھتا تھا اور یہ بات دھرتی کا بیٹا ہونے سے کھربوں گنا زیادہ اہم ہے۔ مگر بعض کم فہم ابھی تک زبان، نسل اور زمین کے تشخص کو لیے بیٹھے ہیں۔ آخر یہ کون لوگ ہیں جن کے لیے اسلام کا تشخص کم پڑتا ہے اور جنہیں گمراہی اپنا تشخص لگتی ہے۔ یہ حقیقت راز نہیں کہ محمد بن قاسم اپنے ساتھ اسلام کی ایسی دولت اور ایسی نعمت لے کر آئے کہ جس کے آگے پوری دنیا کی دولت اور حکمرانی ہیچ ہے۔ محمد بن قاسم وہ اسلام لائے جس نے سندھ کے لوگوں کو کافر اور مشرک سے ''مسلمان'' اور ''مومن'' بنا دیا۔ پہلے وہ دوزخ کے مستحق تھے۔ محمد بن قاسم کے آنے سے انہیں ایسی دولت نصیب ہوئی جس نے انہیں ''جنتی'' بنا دیا۔ محمد بن قاسم کی آمد سے قبل سندھ کے لوگوں کی اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہ تھی مگر انہوں نے اسلام قبول کیا تو وہ اللہ کے قریب ہو گئے۔ یہ حقیقت بھی عیاں ہے کہ زمین، قبیلے، انفرادی و اجتماعی انا کے لیے جان دینے والوں کی اللہ کے نزدیک کوئی اوقات ہی نہیں۔ جان تو وہی قیمتی ہے جو اللہ کی راہ میں دی جائے اور محمد بن قاسم اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے نکلا تھا جب کہ راجا داہر نے اپنی زمین کے لیے جان دی۔ یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ محمد بن قاسم مظلوم مسلمان اور خواتین کی آواز بن کر ان کی دادرسی کے لیے سندھ آیا تھا۔

محمد بن قاسم کو عرب سامراجیت کی علامت قرار دینا انتہائی درجے کی بددیانتی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ محمد بن قاسم کی سندھ آمد سے اسلام پھیلا عرب سامراجیت نہیں۔ یہ کتنی عجیب بات ہے سندھ سمیت پورے پاکستان میں ''امریکی سامراجیت'' پھیلی ہوئی ہے۔ ''مغربی سامراجیت'' پھیلی ہوئی ہے مگر راجا داہر کے پرستاروں کو یہ سامراجیت نظر تک نہیں آتی لیکن وہ عرب سامراجیت جو کہیں موجود ہی نہیں تھی وہ انہیں خوب نظر آتی ہے۔ ایسے لوگ کتنے بددیانت ہو سکتے ہیں اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

راجا داہر کے پرستار اسے ''بہادر'' باور کراتے رہتے ہیں مگر راجا داہر کی بہادری اس امر سے ظاہر ہے کہ محمد بن قاسم نے راجا داہر کے ایک لاکھ کے لشکر کو صرف سترہ ہزار فوجیوں کے ذریعے شکست دی۔ سندھ میں محمد بن قاسم کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جب محمد بن قاسم واپس لوٹا تو مقامی لوگوں نے اپنی عقیدت کے اظہار کے طور پر محمد بن قاسم کے مجسمے بنائے۔

جماعت اسلامی پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ محمد بن قاسم کی شخصیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہے حالاں کہ ہمیں جماعت اسلامی سے شکایت یہ ہے کہ وہ دیہی سندھ میں محمد بن قاسم اور اس حوالے سے اسلام کی نعمت کا اتنا ذکر نہیں کرتی جتنا اسے کرنا چاہیے۔ کہنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جنرل ضیا نے محمد بن قاسم کو نصاب میں شامل کر کے اسے سندھ کا ہیرو بنا دیا حالاں کہ ہمارے کالم میں جن حقائق کا ذکر کیا گیا ہے ان سے صاف ظاہر ہے کہ محمد بن قاسم فطری طور پر سندھ کا ہیرو اور راجا داہر فطری طور پر سندھ کا ولن ہے۔

حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ

سنہ ۵ ھ میں خندق کا معرکہ پیش آیا۔ بنو قریظہ (یہودیوں) کے محلّہ کے نزدیک مسلمان عورتوں کو ایک قلعہ نما عمارت میں رکھا گیا تھا تاکہ دشمن کی دست برد سے محفوظ رہیں۔ یہودی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ایک یہودی کو پھاٹک کے پاس پھرتے ہوئے دیکھ لیا، انہوں نے فوراً خیمے کی ایک چوب اکھاڑ لی اور یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کی کھوپڑی پھٹ گئی، پھر اس کا سر کاٹ کر نیچے پھینک دیا۔ اس سے یہودی یہ سمجھے کہ قلعہ میں سپاہ موجود ہے، اس لیے انہیں پھر کسی زیادتی کی جرأت نہ ہوئی۔

یہ بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کون ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی، حضرت عبد المطلب کی صاحبزادی اور شیر خدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن۔ وصف شجاعت ان کی خاندانی میراث تھی۔ اُحد کے روز شکست کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو وہ فوراً جنگ کے میدان میں پہنچ گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے صاحبزادے (حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) سے فرمایا اپنی والدہ کو حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش سے دور رکھو، کہیں صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ ان کے کانوں تک آواز پہنچ گئی، وہ بولیں: میں ماجرا سن چکی ہوں، اللہ کے راستے میں سب گوارا ہے۔ شہید بھائی کی مثلہ شدہ لاش دیکھی تو انا للہ پڑھا اور جگر تھام کے رہ گئیں۔

جب مائیں ایسی مثالی شجاعت اور بسالت کی مالک ہوں تو ان کی کوکھ سے جنم لینے والے فرزند کا کیا حال ہوگا؟ یہ تھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد المطلب کے نواسے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پھوپھی زاد بھائی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھتیجے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے داماد، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بہنوئی، بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کے شوہر اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد۔ سبحان اللہ کیسی کیسی نسبتیں ان کے حصے میں آئی تھیں؟

سولہ سال کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہو کر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَ وَّلُوْنَ کے زمرۂ قدسیہ میں شامل ہوئے۔ گھر والوں نے ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ جادۂ مستقیمہ سے ہٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، چچا ان کو چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دیتا تھا، مگر کیا مجال کہ پائے ثبات میں کوئی لغزش آجائے۔

جنوں جب کارفرما ہو، تو کام آتی نہیں اصلاً
یہ تادیبیں یہ تہدیدیں، یہ تنبیہیں یہ تعزیریں

پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں سے واپس آئے تو مدینہ منورہ چلے گئے۔ بہادر تو تھے ہی، تمام غزوات میں شریک ہو کر دادِ شجاعت دیتے رہے، کہا جاتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے تلوار میان سے باہر نکالنے والے حضرت

زبیر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ قصہ یہ پیش آیا کہ مکی زندگی میں ایک روز یہ افواہ پھیل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اِنہوں نے سنا تو بے چین ہوگئے۔ فوراً ننگی تلوار لے کر لوگوں کو چیرتے ہوئے بارگاہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا زبیر! کیا بات ہے؟ عرض کیا حضور! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اس طرح سنا تھا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً دعا کے ہاتھ اٹھا دیئے۔ نہ صرف زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں بلکہ ان کی شمشیر بے نیام کے حق میں بھی (استیعاب ص ۲۰۸)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بدر سے لے کر تبوک تک تمام غزوات میں مردانگی کے جوہر دکھائے۔ باڈی گارڈ کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس رہتے تھے۔ آپ کے خیمے کی پاسبانی کرتے غزوۂ خندق کے موقعہ پر یہودیوں کے قبیلہ بنوقریظہ نے بدعہدی دکھائی۔ میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہوں نے مشرکین مکہ کا ساتھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بھیج کر ان کی سرگرمیوں کے بارے میں دریافت فرمانا چاہتے تھے۔ آپ نے تین مرتبہ پوچھا: کون ہے جو ان کی خبر لے آئے؟ ہر مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی خدمات پیش کرتے رہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیاً وَحَوَارِیِّی الزُّبَیر (بخاری، مسلم وغیرہ) ہر نبی کو ایک خاص مددگار ملتا ہے اور میرا خاص مددگار زبیر ہے۔

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بنوقریظہ سے واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رپورٹ سنائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحسین میں فرمایا۔ فداک ابی و امی (بخاری وغیرہ) ان دو ارشادات کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دو فرمان بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے سرافتخار کو بلند کرتے ہیں۔

(الف) اَلزُّبَیرُ فِی الجَنَّۃ (ب) طَلحَۃُ وَالزُّبَیرُ جَارَایَ فِی الجَنَّۃِ

عہد نبوت کے بعد، دور خلافت راشدہ میں بھی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی کارکردگی مثالی رہی۔ مگر زمانے کی بو قلمونی دیکھیے کہ وہ حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کبھی دشمن کی صفوں میں گھس کر ان کو الٹ پلٹ دیتا تھا، جنگ جمل کے روز، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر وہ کنارہ کش ہو کر چلے گئے، تو پیچھے سے ایک بدبخت نے جا کر عین نماز کی حالت میں ان کا سرتن سے جدا (۱) کر دیا، پھر ان کی تلوار لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں واپس آیا۔ وہ داد و تحسین کا امیدوار تھا، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے جہنم کی وعید سنائی۔ (استیعاب ص ۲۰۹۔ اصابہ ص ۵۴۶)

حاشیہ

(۱) قدرت کے کھیل بڑے نرالے ہوتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں منبر پر کھڑے ہوئے سینکڑوں میل دور نہاوند کے مقام پر لڑنے والے سالار کو ہدایت دیتے ہیں: یاساریۃ الجبل (اے ساریہ! تم پہاڑ کی اوٹ میں چلے جاؤ) اور ایک وہ وقت آیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے مصلیٰ پر کھڑے ہیں۔ پتہ نہیں چلتا کہ آگے دشمن برہنہ خنجر لے کر بیٹھا ہے۔ وہ وار کرتا ہے جو کاری ثابت ہوتا ہے۔ ایسا ہی معاملہ حضرت زبیر کا ہے۔ یا تو ان کی تلوار اوروں کی حفاظت کرتی تھی یا پھر دشمن کے ایک ہی وار نے ان کا کام تمام کر دیا۔ ماشاء اللّٰہ کان و مالم یشاء لم یکن.

حبیب الرحمٰن بٹالوی

صفر کا مہینہ

قرآن وسُنّت کی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے ہم لوگ بہت سی ایسی باتوں کے خودگر ہو گئے ہیں جن کا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً وضو کرنے کے بعد انگلی آسمان کی طرف کر کے کلمۂ شہادت پڑھنا (وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھ کر کلمۂ شہادت پڑھنا سُنّت ہے۔ انگلی اٹھا کر نہیں) جمعہ کے دن پہلے خطبے کے دوران ہاتھ باندھ کر بیٹھنا اور دوسرے خطبے کے دوران گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔ (دونوں خطبوں کے دوران متوجہ ہو کر بیٹھنا ضروری ہے۔ کوئی بات نہ کی جائے۔ کوئی خاص شکل اختیار کرنا ضروری نہیں) اور پھر کہا جاتا ہے کہ اس میں حرج کیا ہے؟ حرج یہی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا۔ اسی طرح کی اور بہت سی باتوں میں ہم نے دینی شعائر میں خود سے اضافہ کر لیا ہے۔ جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بس اپنے کسی بڑے کو ایسے کرتے دیکھا اور اُس پر ڈٹ گئے کہ جی ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ ہمارے باپ دادا ایسے ہی کرتے آئے ہیں۔ جیسے ایک بزرگ درس دے رہے تھے کہ بلّی آ گئی۔ ادھر اُدھر بھاگ رہی تھی۔ سامعین کی توجہ درس سے ہٹ گئی۔ بزرگوں نے اپنے کسی عزیز کو اشارے سے کہا کہ اسے باندھ دو۔ درس کے بعد کھول دینا۔ اب جب بھی درس ہوتا ہے گھر کی وہ بلّی باندھی جاتی رہی۔ حضرت فوت ہو گئے۔ اُن کا بیٹا درس دینے لگا تو بھی بلّی باندھی جاتی رہی۔ اس طرح یہ طریق اُن کے ہاں رواج پا گیا، پوچھنے پر یہی جواب ملتا کہ ہمیں اور کچھ پتہ نہیں ہمارے بزرگ ایسے ہی کرتے آئے ہیں۔

قارئین کرام! جہالت پر مبنی ان ہی چیزوں میں ایک صفر کے مہینہ کے بارے میں توہمات بھی شامل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ صفر کے مہینے کے ابتدائی تیرہ دن منحوس ہوتے ہیں۔ انہیں تیرہ تیزی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔ صفر کے آخری بدھ (آخری چہارشنبہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسلِ صحت فرمایا تھا۔ چہل قدمی کی تھی۔ اسی لیے بعض لوگ اسی دن سیر کرنا لازمی قرار دیے ہیں۔ غسل کرتے ہیں کالے چنے اور میٹھی روٹی تقسیم کرتے ہیں۔ کئی سادہ لوح مسلمان صفر کے مہینے میں شادی کرنا منحوس سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ اور ان باتوں پر بڑی سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں اُن لوگوں کی نفسی خواہشات کا دخل ہوتا ہے جو جی میں آیا کرتے چلے گئے حالانکہ دین اپنے جی کی پیروی کا نام نہیں۔ دین رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کا نام ہے۔ جو آپ نے فرمایا کیا وہ دین ہے اور صفر کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا واضح فرمان موجود ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیماری، صفر، نحوست کوئی چیز نہیں۔ یہ حدیث شیخ عبدالحق

محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ''مَاثَبَتَ مِنَ السُنّة'' میں نقل کی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عدویٰ، طیرہ، ہامہ اور صفر میں کوئی شے نہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ماہ صفر میں بیماری، نحوست، بدفالی کا دین میں کوئی وجود نہیں۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ آخری چہار شنبہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت فرمایا تھا۔ اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ قاضی سلیمان منصور پوریؒ اپنی کتاب ''رحمۃ اللعالمین'' میں لکھتے ہیں۔ 29 صفر یوم شنبہ (سوموار) تھا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے سے واپس آرہے تھے۔ راہ ہی میں دردِ سر شروع ہوگیا۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری اپنی کتاب ''سیرۃ النبیؐ'' میں مروی ہمیں کہ ماہ صفر کے آخری دوشنبہ (سوموار) کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں جنت البقیع'' تشریف لے گئے۔ واپسی پر سر درد محسوس ہوا۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیماری کی ابتدا تھی۔ مولانا محمد جعفر پھلواروی اپنی کتاب ''پیغمبر انسانیت'' میں رقم طراز ہیں کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو سر درد کی تکلیف محسوس ہوئی۔ اُس دن 29 صفر 11ھ یوم دوشنبہ (سوموار تھا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ تحریر کرتے ہیں۔ '' آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اس میں آپ صلی اللہ کی صحت ہالی کا کوئی احکام شریعت حصہ دوم صفحہ 193۔194)۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں۔: '' آخری چہار شبنہ کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ اس دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض واقع ہوئی۔ تو یہودیوں نے خوشی منائی تھی (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 15)

اس کے بعد یہ کہنا کہ صفر کے آخری چہار شبنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت کیا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ جب کہ آپ کے عارضے دوشنبہ یعنی سوار کے بعد تو صفر کا آخری چہار شبنہ آیا ہی نہیں۔

دوسری طرف ماہ صفر کے حوالے سے کچھ اہم باتیں قابل غور ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفر کے مہینے میں اپنی علالت کے باوجود حضرت زیدؓ (لشکر روانہ کرنے کے حوالے سے اپنے دست مبارک سے جھنڈا تیار کیا اور یہ دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے: ''اللہ کے نام کی برکت سے اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے اللہ کی رضا کے لیے''۔ (معارج النبوۃ صفحہ 479) صفر کی ستائیس تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی کہ ماہ صفر میں آزر یا ہنجان فتح ہوا۔ صفر کی دس تاریخ کو یمنی قبائل نے اسلام قبول کیا۔ صفر کے مہینے میں حضرت خالد بن ولیدؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس لیے علماء نے ایسی مہینے کو صفر المظفر کامیابی والا مہینہ قرار دیا ہے۔

لہٰذا سمجھ دار انسان وہ ہے کہ جسے عمر کے جس حصے میں بھی پتہ چل جائے کہ یہ چیز غلط ہے۔ اُسے چھوڑ دے نہ کہ اپنی ضد پر قائم رہے۔ ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو اپنی بات پر ترجیح دینی چاہیے کہ ''دین میں اپنی طرف سے کوئی کمی یا اضافہ کرنا گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ اور دین وہی ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرنے کا حکم دیا کر کے دکھایا یا صحابہ کرامؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا اور اسے حدیث کی شکل میں محفوظ کر دیا اور

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اوّل ہے　　　اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حافظ لدھیانوی مرحوم

نعت

بحضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سارے قرآں میں ہے بیاں تیرا ہے خدا آپ مدح خواں تیرا
تو ہے شہکار کبریائی کا تو ہے آئینہ حق نمائی کا
تیرا دربان جبرئیلِ امیں تجھ سے روشن ہے قدسیوں کی جبیں
ہیں شہنشاہ جو زمانے کے وہ گدا تیرے آستانے کے
سارا عالم ظہور تیرا ہے ہر حسیں شے میں نور تیرا ہے
یہ ہے صدقہ ترے پسینے کا حسن مہکا ہے جو مدینے کا
حُسنِ یوسفؑ میں ہے جھلک تیری دمِ عیسیٰ میں ہے مہک تیری
تیرے قدموں سے ہے فلک روشن چاند تارے ہیں آج تک روشن
تجھ سے پیدا ہیں صبح کے انوار تجھ سے روشن ہیں ثابت و سیّار
تجھ سے ہیں آبشار کے نغمے فصلِ گل کے بہار کے نغمے
تیری نکہت چمن چمن پھیلی تیری خوشبو وطن وطن پھیلی
ہر جگہ تجھ کو جلوہ گر پایا تیری رحمت کا سب پہ ہے سایا
آستاں پر غلام آئے ہیں آج بہرِ سلام آئے ہیں
روحِ کونین، رحمتِ عالم اس طرف بھی ہو ایک چشمِ کرم
تیرے در پر فقیر آئے ہیں ہر طرف رحمتوں کے سائے ہیں
جو تیرے آستاں پہ آتے ہیں اپنی اپنی مُراد پاتے ہیں
اپنی رحمت سے جھولیاں بھر دے ہم تہی دامنوں کو گوہر دے
درد کو زندگی عطا ہو جائے سوزِ دل اور بھی سوا ہو جائے
دامنِ دل کو نور سے بھر دے اسے کیف و سرور سے بھر دے
یہ وظیفہ رہے سدا میرا لب پہ ہر دم ہو وردِ صلِّ علیٰ
ہو تری یاد کائنات مری یوں فروزاں رہے حیات مری

دل خزینہ ہو تیری الفت کا　　درد کا، شوقِ بے نہایت کا
آنکھ کو ذوقِ دُر فشانی دے　　لب کو توفیقِ مدح خوانی دے
دولتِ درد و آگہی مل جائے　　قلب کو سوزِ زندگی مل جائے
چشم کو نور دے، بصیرت دے　　عقل کو مشعلِ حقیقت دے
دل میں بس اک خدا کی ذات رہے　　ما سوا کی نہ کوئی بات رہے
ہو زیارت ہمیں نصیب تری　　ہو شفاعت ہمیں نصیب تری
ہے ترے ہاتھ عاصیوں کی لاج　　سب ترے آستاں کے ہیں محتاج
تو سہارا ہے بے سہاروں کا　　درد مندوں کا دلفگاروں کا
تو خدا کا ہے اور خدا تیرا　　روز محشر ہے آسرا تیرا
کوئی خالی نہیں گیا در سے　　سب پہ ابر کرم ترا برسے
کس طرح تجھ سے عرض حال کریں　　ہے کہاں تاب ہم سوال کریں
نغمۂ درد و شوق و الفت سے　　تو ہے واقف دلوں کی حالت سے
لب کو آہِ سحر عطا کردے　　سازِ خاموش کو صدا کردے
اشکِ غم حرفِ التجا ہوجائے　　خامشی شرحِ مدعا ہو جائے

☆......☆......☆......☆

Saleem&Company

Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.

SINCE 1968

Manufacture of Quality
Furniture, Government
Contractors, Electronics
& General Order Suppliers

سلیم اینڈ کمپنی

0302-8630028
061 -4552446 فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com

بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

خالد محمود

مرزا قادیانی کے اخلاق

پوری دنیا کو قادیانی/مرزائی دھوکا دینے کے لیے اخلاق محمدی کا درس دیتے اور کہتے ہوئے نظر آئیں گے، مگر حیرت انگیز طور پر خود مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے اپنے اس قول وفعل کے برعکس علمائے اسلام اور مسلمانوں کو غلیظ ترین گالیاں دیتے پائے جاتے ہیں، چلیں اس کی ایک جھلک مرزا قادیانی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں، مرزا قادیانی کہتا ہے:

میرے دشمن جنگلوں کے ''سور'' ہوگئے اور ان کی عورتیں ''کتیوں'' سے بڑھ کر ہیں

(نجم الھدیٰ، ص10، روحانی خزائن، جلد14، ص، 53)

ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر ''رنڈیوں'' (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے مجھے قبول نہیں کرتے۔

(آئینہ کمالات، ص، 548و547۔ روحانی خزائن، جلد 11 ص، 547، 548)

پادری آتھم کے مقابلہ پر جب مرزا قادیانی کو شکست ہوئی، تو اس نے پادری آتھم کے مرنے کی پیشگوئی کر ڈالی، مگر جب مقررہ مدت میں بھی پادری آتھم زندہ سلامت رہا، اور دیگر پیشین گوئیوں کی طرح مرزا قادیانی کی یہ پیشین گوئی بھی بڑی شان سے جھوٹی ثابت ہوئی، تو یہاں بھی مرزا قادیانی نے جس اخلاق کا مظاہرہ کیا ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں، مرزا قادیانی کہتا ہے:

''جو شخص شرارت سے بار بار کہے گا اور کچھ شرم وحیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلے کا انصاف کی رو سے جواب نہیں دے سکے، انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ''ولد الحرام'' بننے کا شوق ہے اور ''حلال زادہ نہیں''

(انوار الاسلام، ص30، روحانی خزائن، جلد9، ص31)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا اخلاقیات کے یہ دو چار نمونے ہیں، ورنہ اس باب میں مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے ''گالیوں کی مکمل ڈکشنری'' کی سند رکھتے ہیں، واٹس ایپ گروپوں اور فیس بک پر آپ کو ایسے کئی قادیانی/مرزائی مل جائیں گے، جو مرزا قادیانی کی ''گالیوں'' کا چلتا پھرتا نمونہ ہیں۔ اور ان قادیانیوں کی فحش گوئی پر بہت سی آڈیوز ویڈیوز آج بھی محفوظ ہیں۔

مفتی تنویر الحسن احرار (ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام، صوبہ پنجاب)

مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دس عقلی دلائل

یوں تو بے شمار دلائل مرزا کے جھوٹا ہونے پر شاہد ہیں مگر صرف دس عقلی دلائل کذبِ مرزا پر پیش کیے جاتے ہیں:

(1) نبی کا دینی علوم میں کوئی بشر استاد نہیں ہوتا ہے جبکہ مرزا کے کئی استاد ہیں جن میں سے فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن سے قرآن مجید و دیگر علوم پڑھے۔

(کتاب البریہ ص 161 قدیم حاشیہ، ص 177 جدید روحانی خزائن ص 179 ج 13)

(2) جس ملک اور شہر میں نبی ہوتا ہے اس میں عذاب الٰہی نہیں نازل ہوتا "**وما كان الله ليعذبهم وأنت فيهم**" جبکہ مرزا کی زندگی میں قادیان میں سخت زلزلہ آیا اور طاعون جیسے موذی مرض نے قادیان والوں کو آ پکڑا۔

(حقیقت الوحی ص 244 ج 22 روحانی خزائن ص 87)

(3) نبی کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا جبکہ مرزا نے وعدہ خلافی کی وہ مثالیں قائم کیں کہ "**اذا وعد أخلف**" کا عظیم مصداق ٹھہرا ہے مثلاً براہینِ احمدیہ کی پچاس جلدوں کی قیمت وصول کر کے صرف پانچ جلدیں لکھیں اور یہ کہنے لگا کہ اول پچاس جلدیں لکھنے کا ارادہ تھا مگر اب صرف پانچ پر اکتفا کیا ہے کیونکہ پچاس اور پانچ میں صرف صفر کا فرق ہے۔

(4) نبی کسی پر لعنت نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "**انی لم ابعث لعانا ولكن بعثت داعيا ورحمة. اللهم اهد قومي فإنهم لا يعلمون**"

جبکہ مرزا العنتوں کی مشین گن تھا اور کئی شخصیات پر اس نے اپنی لعنتی مشین گن سے لعنتوں کی بوچھاڑ کی ہے مثلاً اس نے اپنی کتاب نور الحق ص 158 روحانی خزائن 158 ج 8 میں ایک ہزار مرتبہ گن کر لعنت کا لفظ لکھا ہے۔ (ممکن ہے یہ مرزائیوں کا درود ہزاروی ہو)

(5) مرزا کہتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 120 برس تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر آپ کی عمر کے تقریباً نصف یعنی 63 سال ہوئی۔ اب اس قانون کے تحت مرزا قادیانی کی عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصف یعنی 32.5 سال ہونی چاہیے مگر اسکی عمر 69 برس ہوئی۔

(6) ہجرت بھی انبیاء کرام کی سنت ہے۔ (سیرت المہدی ص 139 حصہ اول روایت 135)

مگر مرزا نے کبھی ہجرت نہیں کی بلکہ اپنے وقت کے کافر ظالم انگریز حکمران کے قصیدے لکھتا رہا ہے۔

(7) نبی اُمی ہوتا ہے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ کتابیں تصنیف نہیں کرتا بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کتابیں نازل ہوتی ہیں۔ مرزا قادیانی پڑھتا لکھتا رہا ہے اس کی چوراسی تصنیفات ہیں جن پر قادیانی اپنی جہالت سے فخر کرتے ہیں، الٹی مت ماری گئی۔

(8) نبی شاعر نہیں ہوتا۔ جبکہ مرزا نے سینکڑوں شعر لکھے اور کہے ہیں بطور نمونہ اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین ص 94 براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن ص 127 ج 21)

(9) نبی اپنے ارادہ اور وعدہ میں کبھی ناکام نہیں ہوتا کیونکہ نصرت ایزدی اس کے ساتھ ہوتی ہے مگر مرزا اپنے سینکڑوں ارادوں اور وعدوں میں ناکام ونامراد ہوا۔ بطور مثال محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کا ارادہ بزعم مرزا خدائی وعدہ آسمانوں پر نکاح یادرکھنے کے قابل ہے۔

(10) نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسے اسی مقام میں دفن کیا جاتا ہے۔

"فاذا توفی اللّٰہ عز وجل نبیا الا دفن حیث یقبض روحہ"

(کنزالعمال ص 119 ج 6)

"ما قبض اللّٰہ تعالی نبیا الا فی موضع الذی یجب ان یدفن فیه" (ترمذی)

مگر مرزا کے ساتھ اسکے الٹ ہوا کہ لاہور میں 26 مئی 1908 بروز منگل بمرض ہیضہ فوت ہوا اور پھر مال گاڑی میں (جس میں گدھے، کتے اور خنزیر، پتھر اور کوئلہ وغیرہ لادکر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں) لادکر بالآخر قادیان میں دفن کیا گیا۔ بالآخر

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

وماعلینا الا البلاغ

مولانا مفتی یاسر ندیم الواجدی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ایک مظلوم فقیہ و محدث

بھارت میں آج کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کرنے کے حوالے سے مشہور سلمان حسینی نے اس مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنایا ہے۔ انہوں نے اپنی پہلی ویڈیو میں نہایت واضح انداز میں یہ کہا: ''بعد کے جو ملا مولوی ہیں، جو بنی امیہ کے حاضر باش اور ان کے سرکاری مولوی بن گئے یا ان سے دباؤ میں رہے جن میں سب سے بڑے مشہور صحابی ابو ہریرہ، ان کا حال یہ ہے کہ آدھی حدیث انہوں نے گول کر دیں''۔ اس بیان کے آنے کے بعد جب ساری دنیا سے سلمان حسینی پر لعن طعن ہوئی تو انہوں نے دوسری ویڈیو جاری کی جس میں وہ یہ کہتے ہوئے نظر آئے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سرکاری مولوی نہیں کہا تھا۔ دونوں ویڈیوز سوشل میڈیا پر موجود ہیں اور لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انہوں نے کیا کہا تھا اور کیا نہیں کہا تھا۔ دوسری ویڈیو سے پہلے انہوں نے ایک تحریری وضاحت نامہ بھی جاری کیا جو ''عذر بدتر از گناہ'' کے قبیل سے ہے۔ وضاحتی ویڈیو میں وہ اپنے علمی کمالات اور فضائل ذکر کرتے ہوئے نظر آئے، لیکن ان کی تحریری وضاحت ان کے تمام دعووں کو مسترد کرتی ہے۔ تحریری وضاحت میں انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کو علمائے احناف کی طرف منسوب کر دیا، گویا علمائے احناف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ نہ مان کر پہلے سے ہی ان کی توہین کے مرتکب ہیں۔ سلمان حسینی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سرکاری مولوی کا خطاب اس لیے دیا کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بنو امیہ کے تعلق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی حدیثیں بیان نہیں کی تھیں۔ ذیل کی سطور میں انہی دو باتوں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔

اپنی تحریری وضاحت میں سلمان حسینی یہ لکھتے ہیں کہ ''تمام علمائے احناف اس پر متفق ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے''، اپنی بات کو مدلل کرنے کے لیے انہوں نے اصول فقہ کی کتاب اصول الشاشی کا بھی حوالہ دیا۔ حالانکہ علمائے احناف پر یہ ایک بہتان ہے، حنفی دبستان میں یہ کچھ فقہاء کی رائے ضرور ہو سکتی ہے، لیکن اس کو تمام فقہائے حنفیہ کی رائے قرار دینا سراسر غلط ہے۔ پھر جن فقہاء نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ نہیں مانا، ان کے نزدیک بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توہین و تنقیص مقصود نہیں تھی۔ اصول الشاشی کی جس عبارت کا انہوں نے حوالہ دیا، اس کے نیچے حاشیے میں یہ نوٹ بھی موجود ہے جس کی بنیاد پر وہ اپنے اس مفروضے سے بچ سکتے تھے، نوٹ کے مطابق: ''**وھذا لیس از دراء بأبی ھریرۃ و استخفافا به حاشا و کلا**''۔ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر قیاس کو ترجیح دینے کا مقصد حاشا و کلا ان کی توہین و تنقیص کرنا نہیں ہے۔ یہی مبحث اصول فقہ کی دوسری کتاب نور الانوار میں بھی ہے، وہاں بھی متن میں اسی طرح کی عبارت ہے جو اصول الشاشی میں مذکور ہے، لیکن

حاشیہ میں علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کی سختی سے تردید بھی کی گئی ہے اور یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے نزدیک فقیہ تھے۔ لہذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فقیہ نہ ماننے جانے کو تمام علمائے احناف کا متفقہ فیصلہ قرار دینا اور پھر اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص اور توہین مان کر اس کی آڑ میں اپنے قابل مذمت بیان کو چھپا لینا ایک عالم دین کے شایان شان نہیں ہوسکتا۔ اگر سلمان حسینی کا مقصد یہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کیمپ کے تھے، اس لیے احناف نے ان کو فقیہ نہیں مانا، جس کی بنا پر ناصبیوں نے ان کی سخت تردید کی اور انھیں مرجئہ کہا تو یہ بھی غلط ثابت ہو چکا ہے۔ احناف کے اوپر مرجئہ ہونے کا الزام کیوں لگا، اس کے لیے سلمان حسینی کو اپنے استاذ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی، مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی کتاب قواعد فی علوم الحدیث پر لکھے حواشی پڑھنے چاہییں۔

سلمان حسینی نے ویڈیو میں اپنے علمی کمالات بتاتے ہوئے اپنے شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کیسی شاگردی ہے کہ اپنے استاذ کی تحقیقات سے واقفیت نہ ہو؟ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کی کتاب ظفر الامانی پر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کا کام موجود ہے۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے فتوی دینے والے صحابہ کی فہرست میں حضرت ابوبکر، حضرت عثمان اور حضرت ابوموسی اشعری وغیرہ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا نام ذکر کیا ہے، نیز یہ بھی وضاحت کردی ہے کہ بعض حنفی اصول کی کتابوں میں جو یہ لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں تھے یہ بات غلط ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو دور نبوی میں فتوی دیا کرتے تھے اور اس دور میں فقیہ ہی فتوی دیا کرتا تھا۔ (ظفر الامانی 543)

حقیقت یہ ہے کہ صحابی کا قول خواہ قیاس کے مطابق ہو یا اس کے خلاف اکثر حنفی فقہاء کے نزدیک حجت ہے۔ امام ابوحنیفہ، بصاص، قدوری، بزدوی، صدر الشریعہ، ابن الہمام رحمہم اللہ اور اکثر متاخرین کا یہی قول ہے اور یہی قابل اعتماد بھی ہے۔ (دراسات فی اصول الحدیث 451)

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے ان کے استاذ الاستاذ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول ملتا ہے کہ ''ہمارے مشائخ احکام میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایات نہیں لیتے تھے''۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہ میں دبستان عراق حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی روایات اور فتاویٰ پر موقوف ہے، بالکل ایسے ہی جیسے امام مالک رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایات کو مقدم رکھتے ہیں، لیکن اگر کسی مسئلے میں صرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہو بلکہ خود ان کا عمل بھی ہو، تو بھی حنفیہ کے یہاں وہ قیاس سے مقدم ہے۔ مثلاً کتا اگر برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کی پاکی کے تعلق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ملتی ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے، لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتوی یہ ہے کہ اس کو تین مرتبہ دھویا جا سکتا ہے، احناف نے اس مسئلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کیا ہے۔

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سلمان حسینی نے اپنی تحریری وضاحت میں جو بات لکھی ہے وہ حقیقت کے خلاف ہے۔ اب آیئے اس روایت کی طرف جس کی بنیاد پر انھوں نے یہ سارا فساد کھڑا کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو تھیلے بھر احادیث لی تھیں، ایک تھیلا میں پھیلا چکا ہوں، دوسرا اگر پھیلا دوں تو یہ گردن کاٹ دی جائے۔ (بخاری: رقم 120) اس روایت کے ساتھ فتح الباری میں مذکور ایک روایت بھی جوڑ دی جاتی ہے کہ: "أعوذ باللّٰه من رأس الستين، وإمارة الصبيان، یعنی سن ساٹھ کے آغاز اور بچوں کی حکمرانی سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ سنہ ساٹھ میں یزید کی امارت کی ابتدا ہے اور سنہ 59 میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ (فتح الباری 1/ 216)۔ ان دونوں روایتوں کو پیش کرنے کے پیچھے مقصد یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے، اگر مقصد یزید کی مذمت ہوتا تو ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن سلمان حسینی اپنی ویڈیو میں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ آل حسن شرمندہ ہوں گے اگر وہ یزید یا اس شخص کی طرف ادنیٰ جھکاؤ رکھیں گے ''جس کے نطفے'' سے یزید پیدا ہوا ہے۔ لوگ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ زبان عالمانہ ہے یا متعصّبانہ۔ کیونکہ سلمان حسینی کا مقصد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ان روایات کی تحقیق کی جائے۔

فتح الباری میں موجود رأس الستین والی روایت ان الفاظ کے ساتھ طبرانی نے المعجم الاوسط میں نقل کی ہے، اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان ضعیف ہیں، البتہ رأس السبعین (سنہ ستر کا آغاز) کے الفاظ کو ابن ابی شیبہ، احمد اور بزار نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ابوصالح راوی مجہول ہیں۔ الادب المفرد میں صحیح سند کے ساتھ یہ الفاظ ہیں: أبو هريرة يتعوذ من إمارة الصبيان والسفهاء . (الادب المفرد، رقم 66) اس روایت میں نہ رأس الستین کے الفاظ ہیں اور نہ رأس السبعین کے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کے حاشیے میں مشہور محدث شیخ محمد عوامہ لکھتے ہیں کہ: سنہ 70 ہجری کے آس پاس رونما ہونے والے افسوس ناک واقعات کی جانب اس حدیث میں اشارہ ملتا ہے، جن میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حجاج بن یوسف کا واقعہ شامل ہے جس میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہادت حاصل ہوئی۔ (حدیث رقم 38390)

دونوں طرح کی روایات کو اگر درست بھی مان لیا جائے تو بھی ان کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے تعلق نہیں بنتا۔ بلکہ ان روایات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قریش کے نوجوانوں کی امارت اور اس کے نتیجے میں ہونے والی امت کی ہلاکت سے پناہ مانگ رہے ہیں۔ اس کی تائید بخاری کی ہی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھ ہوگی، مروان رضی اللہ عنہ نے یہ روایت سن کر کہا کہ اللہ کی لعنت ہو ان نوجوانوں پر، جواب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو میں بتلا سکتا ہوں کہ وہ بنی فلان اور بنی فلان ہیں۔

اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کے گورنر مروان رضی اللہ عنہ سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ مروان رضی اللہ عنہ نے تو قریش کے ان نوجوانوں پر خود ہی لعن طعن

شروع کر دی تھی، دوسری بات یہ ہے کہ اگر حدیث میں موجود بنی فلان سے بنو امیہ مراد ہیں تو لامحالہ دوسرے بنی فلان سے بنو ہاشم مراد ہوے، بنو ہاشم اگر چہ برحق تھے، لیکن خون تو امت کا بہا۔ اسی خون خرابے سے بچتے ہوئے اس سے پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مقصد امت کی ہلاکت کی خبر دینا ہے، کسی قبیلے کی مذمت کرنا نہیں ہے۔ چنانچہ رأس الستین یا رأس السبعین والی روایات کو بھی اسی پر محمول کیا جائے گا، ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت کا پہلو ڈھونڈ نا روافض کا قدیم طریقہ رہا ہے۔

رہی یہ بات کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتنوں کے تعلق سے کچھ روایات بیان نہیں فرمائیں، تو اس کی ایک وجہ ابن کثیر نے بیان کی ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتن اور ملاحم سے متعلق تمام روایات بیان کر دیتے، تو ہوسکتا تھا کہ بہت سے لوگ ان روایات کو نہ مانتے اور احکام کے حوالے سے ذکر کردہ ان کی روایات کو بھی مسترد کر دیا جاتا۔ (البدایہ والنہایہ 8/106)

اگر فرض کر لیا جائے کہ ان احادیث میں ایک احتمال کے مطابق بنو امیہ کے کچھ فسادی عناصر کے نام تھے، تو وہ فسادی لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان کے پیچھے بھی پڑ سکتے تھے۔ فسادی لوگوں نے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے حضرات کو امیر المومنین رہتے ہوئے نہیں چھوڑا، بلکہ ناصبیوں نے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا الزام حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لگانے کی کوشش کی ہے، کیوں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ مصری ٹولہ کو جب سمجھانے کے لیے مصر پہنچے، تو تاریخی روایات کے مطابق ان لوگوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر وہیں رک گئے تھے، وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ناخوش تھے۔ یہ مصری سبائی ٹولہ ہی تھا جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، یقیناً حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے مکمل بری ہیں۔ لہٰذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیر بحث روایت کے مطابق یہ امکان کیوں نہیں ہے کہ اگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ احادیث بیان کر دیتے، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان روایات کی روشنی میں حکومتی امور میں دخیل ان عناصر کو باہر کا راستہ دکھا دیتے اور پھر وہ فسادی طبقہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فتن سے متعلق روایات بیان کرنے کے نتیجے میں شہید کر دیتا۔ اس امکان کے بجائے دوسرے امکان کو اختیار کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ کارروائی حضرت معاویہ یا مروان رضی اللہ عنہما کے حکم پر ہوتی، سراسر غلط اور رافضی پروپیگنڈہ ہے اور اسی ناصبی پروپیگنڈے جیسا ہے جس کے مطابق حضرت علی اور حضرت عمار کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے خلاف سازش میں شریک مانا جاتا ہے۔ کامن سینس کی بات ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ روایات بیان ہی نہیں کیں تو آج ان کے اس عمل سے جو بھی نتیجہ نکلے وہ محض امکان ہی ہوگا، تو ایسے امکان کو کس مقصد سے ترجیح دی جاتی ہے جس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص لازم آتی ہو؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ مظلوم شخصیت ہیں، جن پر ان کے بعض مخالفین نے یہ الزام لگایا کہ وہ اتنی کثرت

سے روایات کیسے بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طرف یہ جھوٹ منسوب کر دیا گیا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کذاب کہا ہے۔ مستشرقین نے یہ الزام لگایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جھوٹی احادیث بیان کرتے تھے اور اب ان پر احادیث کو غلط نیت سے چھپانے کا الزام لگا کر انہیں سرکاری مولوی قرار دے دیا گیا۔

لہٰذا سلمان حسینی اگر تاریخی روایات بیان کرنے کا شوق رکھتے ہیں، تو تمام تاریخی روایات کو ان کے سیاق وسباق کے ساتھ بیان کریں، لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ اس مشغلہ سے باز آجائیں، اگر ان کو لگتا ہے کہ وہ اس مسئلے میں حق بجانب ہیں، تو وہ اپنا نقطہ نظر اپنی کتابوں میں ذکر کر چکے ہیں۔ سوشل میڈیا پر اس موضوع کو چھیڑنے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض میں اضافہ تو ہو ہی رہا ہے، ان کی یوٹیوب ویڈیو پر موجود ایک کمنٹ کے وائرل اسکرین شاٹ کے مطابق (مجھے اس کمنٹ کی حقیقت کا علم نہیں ہے، سنا ہے کہ اس کو ڈیلیٹ کر دیا گیا ہے) ایک شخص ان کی تقریر کو بنیاد بنا کر مرتد بھی ہوا ہے، کمنٹ کرنے والا اگر سلمان حسینی کو بدنام کرنا چاہتا تھا تب بھی کفر کا مرتکب ہوا اور اگر کمنٹ حقیقی ہے تو اس کے ارتداد میں کوئی شک ہی نہیں۔ لہٰذا اگر وہ اس طرح کی گمراہیوں کا سبب بنتے ہیں تو یہ انھی کے لیے نقصان دہ ہے۔ نیز اگر وہ ہندوؤں کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے رام کی تعریف کر سکتے ہیں، تو انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہلسنت والجماعت کے جذبات جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہیں اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی وابستہ ہیں۔ یہ دہرا معیار کیسا کہ غیر مسلموں کے جذبات کی قدر ہو لیکن مسلمانوں کے جذبات کی کوئی قدر نہ ہو؟

تالیف: مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ

تاریخ احرار

چھٹی قسط

باب اوّل

تحریک خلافت اور مہاتما گاندھی:

عبرت نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا واحسرتا یہ ہوا مسلمانوں کا انجام؟ پھر اس نے نظریں نیچی کر لیں اور کہا کیا کلمہ گویوں میں کوئی رجل رشید نہیں رہا جو بربادیِ اسلام پر آنسو ہی بہائے اور خدا سے پریم کھیلنے کے لیے جان کا جواء لگا دے اور مسلمانوں کی بگڑی بنانے کے لیے ہندوستان میں اٹھے اور اندوہ گین ملت اسلامیہ کا سر اونچا کرے؟ بہتوں نے دل کے کانوں سے اس آواز کو سنا تھوڑے حوصلے کر کے گھروں سے نکلے۔ امراء بدستور دادِ عیش دیتے رہے صوفیاء روحانیت کے گوشوں میں ڈرے سہمے بیٹھے رہے۔ درمیانے طبقے کے زیادہ تعداد پر مشتمل لوگوں نے خلافت کمیٹی کی بنیاد رکھی اور چاہا کہ روٹھی ہوئی قسمت کو زاری اور زور سے منائیں۔ راستے کی مشکل اور منزل کی دوری نے سب کو دل گرفتہ کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کی بہت سی تحریکیں نامرادی کی نیند سو چکی تھیں۔ اب بھی انگریزی سطوت کی علم بردار ہندوستانی پولیس ہر طرف مستعد نظر آتی تھی۔ جس فوج نے ہزاروں میل دور جا کر اسلامی ممالک کو تاراج کیا تھا انھیں یہاں کلمہ گویوں کا سر قلم کرنے میں دریغ کیا تھا۔ عوام کے ہاتھ میں محض کلرک کا قلم رہ گیا تھا جہاد کے ابتدائی سامان سے محروم قوم خم ٹھوک کر میدان میں کیا نکلتی؟ احتیاج نے شیروں کو روباہ مزاج بنا دیا اور احتیاط کا تقاضا یہ ہوا کہ خُمیا کر بھیڑیے سے رحم کی درخواست کی جائے۔ روح جہاد کو ترک کر کے زیادہ سے زیادہ مسکین بننے کا مسلک اختیار کیا جائے جو مخالف کا دامن پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ ''مار اور مار'' کہہ کر مارنے والے کو زچ کرتا ہے اور دیکھنے سننے والے کے رحم کو مدد کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ مہاتما گاندھی اس اصول سیاست کا ماہر مانا جاتا تھا۔ اس بنیے کو یہ بزرگی سونپ دی گئی کہ پہلے تم ہی اپنے مزاج کے مطابق مار کھا کر دوسرے کو مہربان کرنے کے دعوے کی دلیل پیدا کرو۔ گاندھی فطری طور پر آندھی ہے شوکت علی اور محمد علی کا مسلمانوں میں اسے سہارا ملا تو اس نے ملک میں طوفان کھڑا کر دیا۔ طول و عرض ملک میں انگریزوں کے لیے فتنے بیدار ہو گئے۔ ایک دفعہ ایسا معلوم ہوا کہ تخت سلطنت ہل گیا ہے مردہ دل ہندوستانیوں میں آثارِ زندگی پیدا ہو گئے۔ گویا خزاں دیدہ ہندوستان میں بہار آ گئی۔ ناگاہ چورا چوری کے واقعۂ ہائلہ نے گاندھی جی کے مزاج میں اعتدال پیدا کر دیا۔ سول نافرمانی کے سرپٹ گھوڑے کو یک دم روک دیا گیا۔ سب سیاسی کارکن محسوس کرنے لگے کہ وہ اونچی جگہ سے پتھریلی زمین پر گرے ہیں اور انھیں دن کو بھی چوٹ سے تارے نظر آنے لگے۔ قوموں کا بگڑ کر بننا اور تحریکوں کا رک کر چلنا مشکل ہوتا ہے۔ میدان جنگ میں ایک چال

چوک جانے سے بھاگڑ مچ جاتی ہے۔ کانگرس اور خلافت کی صفوں میں انتشار سا پیدا ہو گیا۔ مسلمانوں کے بے عمل اعلیٰ طبقے کو یہ موقعہ خدا دے۔ انھوں نے کہا بنیے بقال کو قوم کا سردار بنانے والے لوگوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ گویا وہ خود تلوار ٹیک کر جہاد زندگی کو نکلے ہیں۔ اور جو کام گاندھی، شوکت علی، محمد علی انجام نہ دے سکیں یہ آرام طلب امراء آسانی سے پایۂ تکمیل تک پہنچالیں گے۔ جب تک خلافت کی تحریک زور پر تھی۔ بلوری گلاسوں میں گھونٹ گھونٹ شربت پینے والے ناز پروردہ اونچے گھرانے والوں نے دم نہ مارا۔ اب ترکِ سول نافرمانی کے بعد یہ کھل کھیلے کہا کہ خلافت لفنگوں کی جماعت ہے۔ یہ پبلک چندوں پر پرورش پانے والے لوگ قوم کی خدمت کیا کریں گے؟

ناتربیت یافتہ عوام امراء کے ہاتھ میں موم کی ناک ہوتے ہیں گلی بازار میں کانا پھوسی شروع ہوئی کہ اتنا چندہ کہاں گیا۔ ان سرگوشیوں کو اور زبان لگی پھر حساب فہمی کی عام صدا میں تبدیل ہوگئی۔ حکومت کو اس آواز میں زور پیدا کرنا مطلوب تھا۔ اس کی کون سی ترکیب اٹھا رکھی گئی۔ شہر شہر میں پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ کی نیم سرکاری جماعتیں کھولی گئی تھیں۔ انھوں نے اور ہوادی حکومت کانگرس سے زیادہ خلافت سے خائف تھی کہ مسلمان کا ذہن ہندو سے زیادہ انقلابی ہے۔ مسلمان کام کرتے وقت انجام نہیں سوچتے اور بات بگڑ جانے کے بعد زیادہ افسوس نہیں کرتے اسی لیے مسلمانوں کی تحریکیں اکثر اندھے کا لٹھ ہوتی ہیں جس کا وار عموماً خالی جاتا ہے۔

نوٹ: (اس عبارت سے آگے کا کچھ مضمون ۱۹۳۹ء کے ہنگامی اور جنگی دور میں انگریزی حکومت کی طرف سے دیگر پابندیوں کے علاوہ نشر و اشاعت پر سنسر کی گرفت کی نذر ہو گیا تھا اور افسوس کہ بعد میں اُس کا اصل مسودہ بھی نہ مل سکا ورنہ طبع دوم میں شامل کتاب کر دیا جاتا۔ [''ابومعاویہ ابوذر'' رحمہ اللہ])

رپورٹ حسابات:

سرکار کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا مجلس خلافت نے تقاضوں سے متاثر ہو کر تین پنجابی کارکنوں کی کمیٹی بنادی جس کا کام مرکزی خلافت کمیٹی کا حساب پڑتال کرنا تھا۔ بدقسمتی سے اس کمیٹی نے قلم کو حد اعتدال سے بڑھنے کی اجازت دے دی۔ واقعات کو ناول بنا کر پیش کر دیا۔ بہت معمولی واقعات کو ضرورت سے زیادہ اُچھالا قلم کی رنگین جنبش حکومت کے خوب کام آئی۔ اس رپورٹ کی ایک نقل مجلس میں پیش ہونے سے پہلے اڑالی گئی اور طول و عرضِ ہند میں روپے پانی کی طرح بہا کر اس کو پہنچایا گیا۔ مولانا محمد علی و شوکت علی ابھی جیل سے نہ آئے تھے کہ ان کے دفتر کی پوسٹ مارٹم رپورٹ دوست و دشمن کے ہاتھ میں مبالغہ آمیز صورت میں پہنچی۔ مولانا محمد علی، شوکت علی کے مخلص ساتھیوں اور ماحول کو اس رپورٹ سے بے حد صدمہ ہوا۔ یہ رپورٹ آئندہ غلط فہمیوں کا باعث ہوئی۔ ۱۹۱۷ء سے لے کر ۱۹۱۸ تک اسلامی ہند کی رائے عامہ کی باگ ڈور تین شخصیتوں کے ہاتھ میں رہی۔ محمد علی جناح، مولانا محمد علی اور مولانا آزاد۔ ۱۹۱۸ء میں یک بیک انقلابی سا دور آ گیا۔ آئین پسند جناح آئین شکنی کی راہوں پر چلنے سے معذور تھا۔ اس لیے یہ عارضی طور پر گوشہ گمنامی میں چلا گیا۔ اب سیاسی میدان دو سیاسی حریفوں کے ہاتھ میں تھا۔ مولانا آزاد کو علماء کی تائید حاصل تھی۔ مولانا

محمد علی انگریزی خوانوں کے محبوب رہنما تھے۔ محمد علی کے ساتھ شوکت علی نے مل کر گاندھی جی کو اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ اور سیاست ہند میں ایک بھونچال سا پیدا کر دیا۔ مولانا آزاد علم کے سرمایہ دار اور شاہانہ مزاج تھے۔ عوام سے بے نیاز رہنا ان کی فطرت ثانی۔ وہ بھی اپنے پرجوش حریف محمد علی کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے اور سیاسیات میں انھیں پچھلی نشست ہی پر بیٹھنے والوں کی حیثیت اختیار کرنا پڑی۔ اس رپورٹ میں علی برادران کے خلافتی نظم ونسق پر شدید نکتہ چینی کی گئی تھی۔ درحقیقت یہ رپورٹ غیر محسوس طریق پر اسی حریفانہ چشمک کا نتیجہ تھی جو ان دو رہنماؤں یعنی آزاد اور جوہر کے درمیان چلی آتی تھی۔ مولانا محمد علی کی پارٹی نے یہ سمجھا کہ رپورٹ مولانا آزاد کے دست راست مولانا عبدالقادر صاحب قصوری کی توجہات کا نتیجہ ہے کیونکہ یہ بزرگ اس زمانے میں پنجاب خلافت کمیٹی کے صدر محترم تھے۔ لیڈر کو آبرو بنانے میں مدت لگتی ہے۔ مگر کوڑی کوڑی جمع کی ہوئی دولت چٹکی بجانے میں اڑائی جاسکتی ہے۔ ایک جھوٹا مگر دل لگتا الزام برسوں کی تکلیف سے حاصل کی ہوئی شہرت کو خاک میں ملا سکتا ہے۔ اس رپورٹ سے علی برادران پر بھی ناکردہ گناہ یونہی الزام سا لگ گیا۔ اب جوہر اور آزاد برابر کے تول ہو گئے۔

سیٹھ چھوٹانی اور مجلسِ خلافت:

مصیبت جب آتی ہے تو اکیلی نہیں آتی۔ قسمت کے زینے سے پاؤں پھسلے تو اکثر کئی پٹریاں انسان یونہی پھسلتا چلا آتا ہے۔ اس رپورٹ کا منحوس سایہ ابھی اٹھا نہ تھا کہ سیٹھ چھوٹانی کے واقعے نے خلافت کمیٹی کی بساط الٹ دی۔ سیٹھ موصوف خلافت کی تحریک سے پہلے لکڑی کی تجارت کے بادشاہ کہلاتے تھے سرکاری دربار میں رسوخ تھا۔ انھوں نے کمال ایثار سے کام لے کر مجلس خلافت کی بطور صدر کے باگ ڈور سنبھالی ہوئی تھی۔ اب سوتن سہیلی کیا؟ حکومت نے اسے مخالف قرار دے کر تمام ٹھیکے منسوخ کر کے اس کی مالی ساکھ بگاڑ دی۔ خلافت کا سارا سرمایہ سیٹھ مرحوم کی فرم کے حساب میں جمع تھا تجارتی نقصان اس روپے سے پورا ہوتا رہا۔ یہ خبر پر لگا کر ہر طرف پہنچی کہ قومی سرمایہ شخصی نقصان پورا کرنے کے کام آرہا ہے۔ آخر سیٹھ چھوٹانی سا ملز مجلس خلافت کے سپرد ہوئی اور سیٹھ صاحب سب دنیاوی دولت سے دامن جھاڑ کر شہرت کی دنیا سے الگ ہو گئے۔ مجلس کو اس کی بدولت اور اس کو مجلس کی بدولت کئی لاکھ کا نقصان اٹھانا پڑا نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس خلافت اور بدقسمت سیٹھ چھوٹانی ایک دوسرے کو لے ڈوبے۔ ساتھ ہی علی برادران کے اقبال کا آفتاب غروب ہو گیا۔ خلافت کے نقصانِ مایہ کے علاوہ شماتتِ ہمسایہ علی برادران کے حصے میں آئی۔ سیاسیات میں رحم کون جانتا ہے سیٹھ چھوٹانی دراصل خلافت کے باعث برباد ہوا مگر خائن کہلا کر نکلا۔ اب چھپے ہوئے سرمایہ داروں نے کمین گاہوں سے سر نکالا۔ رائی کا پہاڑ بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ اب توجہ معقول اور نقصان گراں عالم آشکار تھا جو جو انھوں نے کہا عوام نے سچ مانا۔ مجلس جمہور میں واقعی چوروں کی جماعت مانی جانے لگی۔

خلافت پنجاب باغی قرار پائی:

علی برادران متوسط گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ مزاج امیرانہ اور طبیعت میں انکسار تھا۔ ایسے لوگ

درمیانے طبقے کے محبوب اور ادنیٰ درجے کے لوگوں میں ہردل عزیز ہوتے ہیں۔ یہ ادا ہندو، مسلمان امراء کو نہ بھاتی تھی۔ سیٹھ چھوٹانی کے واقعہ سے انھیں عوام کی نظروں میں بے توقیر کرنے کا عمدہ موقع میسر آیا۔ مولانا محمد علی انگریزی علم وادب کا خزانہ تھے۔ مگر اس کے فخر کے بوجھ سے دبے ہوئے نہ تھے۔ بخلاف مولانا آزاد اپنے دوستوں سے بے حد بے تکلف تھے اور برابر کے بھائی تھے۔ مزاج میں ذرا ضد تھی طبیعت میں قدرے تیزی۔ وہ مخالف سے بے دریغ لڑ جاتے تھے اور لڑائی میں انجام نہ سوچتے تھے۔ ان کو خیال ہوگیا کہ پنجاب کے کارکنوں کا سارا گروہ ان کے مخالفوں میں سے ہے۔ حالانکہ یہ بات نہ تھی۔ سوائے چند افراد کے باقی جماعت کو علی برادران سے عداوت نہ تھی۔ احرار پارٹی میں وہ لوگ شامل نہیں جنھوں نے بمبئی کے حسابات کی رپورٹ لکھی نہ وہ ہیں جنھوں نے سیٹھ چھوٹانی کے واقع کو علی برادران کے دامن کا داغ بنانے کی سعی کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب خلافت کمیٹی کی سرداری ان کے ہاتھ میں تھی جن کا دل مولانا محمد علی کی بجائے مولانا آزاد کے ساتھ تھا۔ تاہم خلافت مرکزیہ نے علی برادران کے اشارے پر پنجاب خلافت کمیٹی کو باغی قرار دیا۔ پنجاب خلافت کمیٹی کا الحاق ٹوٹ جانے کے بعد خلافت مرکزیہ مردہ رہ گئی۔ کیونکہ وہ موجودہ احرار گروہ کی خدمت سے محروم ہوگئی یہی گروہ ہندوستان کی مجلس خلافت کی جان تھا۔ حقیقت حال کی بنا پر عرض کرتا ہوں مجلس احرار کے موجودہ کارکن جب خلافت کمیٹی میں شامل تھے۔ اگرچہ مولانا آزاد کے ہواخواہوں کے ساتھ تھے مگر پارٹی بازی میں براہ راست شامل نہ تھے۔ انھیں خدمت اسلام کے سوا کچھ اور نہ سوجھتا تھا۔ مولانا آزاد اور مولانا محمد علی کی چشمک کا کچھ ہلکا سا احساس اور تھوڑا سا شعور ضرور تھا۔ مگر پورے طور پر امر واضح نہ تھا کہ ہم ایک فریق کے حق میں استعمال ہو رہے ہیں کیوں کہ جوہر وآزاد کی لڑائی ابھی اجاگر نہ ہوئی تھی۔

گروہِ احرار:

پنجاب خلافت کمیٹی جو مجلس مرکزیہ کے جسم کے لیے روح کا حکم رکھتی تھی۔ غیر ارادی وغیر شعوری طور سے اس کے اپنے اندر دو گروہ موجود تھے۔ خلافت پنجاب کا طبقہ اعلیٰ یعنی حاکم گروہ اور تھا اور طبقہ ادنیٰ یعنی حکم بردار گروہ اور حاکم گروہ رنڈی کے پوت اور سوداگر کے گھوڑے کی طرح کام چور اور آرام طلب تھا۔ طول وعرض ہند میں بھاگ دوڑ کا کام طبقۂ کا کام تھا۔ طبقۂ اعلیٰ کو اپنے گروہ کے موجود ہونے کا علم تھا لیکن طبقہ ادنیٰ کو الگ احساس خودی نہ تھا۔ اس کا ہر فرد اپنے آپ کو کل کا جزء سمجھ کر مطمئن کام سرانجام دے رہا تھا۔ تاہم حکم بردار گروہ سے حاکم گروہ اندر ہی اندر خائف سا تھا اور کچھ الگ الگ کھچا کھچا سا رہتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو امیر طبقے سے متعلق اور عقل کا سرمایہ دار سمجھتا تھا۔ اور گروہ ادنیٰ کو علم وسرمائے سے محروم قیاس کر کے چھوٹی موٹی خدمات سرانجام دینے کا اہل خیال کرتا تھا۔ جب مجلس خلافت پنجاب کا الحاق مرکز سے ٹوٹ گیا۔ تو اس اعلیٰ گروہ کے کام کرنے کی طاقتوں نے بالکل جواب دے دیا۔ وہ کلی طور پر کانگریس کا سہارا لینا چاہتا تھا۔ ان کا قیاس تھا کہ مسلمان خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی صلاحیتوں سے محروم ہو چکا ہے۔ طبقہ اولیٰ اپنی قوتِ عمل پر ساری قوم کا قیاس کر کے ہندوستانی مسلمان کو فوری انقلاب میں کامیاب

نکلنے کا اہل سمجھتا تھا۔ لیکن یہ دونوں فریقوں کو بر بنائے تجربہ احساس تھا کہ ہندو اور مسلمان میں کوئی یگانگت موجود نہیں۔ ہندو کی چھوت چھات نے دوقوموں کے درمیان دیوار چن رکھی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں دونوں گروہ مل کر چھوت چھات کے خلاف آواز بلند کر چکے تھے اور جانتے تھے کہ ہندوؤں کی ''مجھے نہ چھوؤں'' کی پالیسی سے مسلمان ناقابل بیان حد تک بیزار ہے۔ کانگریس میں بعض پاکیزہ خیال اور نیک طبیعت لوگ تو ہیں لیکن اکثر وہ جو پالٹکس میں بھی مجلسی تنگ نظری سے کام لے رہے ہیں اور اس لیے مجلس خلافت پنجاب کے اعلیٰ طبقے نے مسلم نیشنلسٹ پارٹی بنائی اور ادنیٰ طبقے نے مجلس احرار بنانے کا اعلان کیا۔ ان حالات میں بھی دونوں گروہوں کی تقسیم پوری واضح نہ ہوئی تھی بظاہر کوئی جھگڑا نہ تھا۔ غالب قیاس یہ تھا کہ نیشنلسٹ پارٹی کے کرتا دھرتا ڈاکٹر محمد عالم ہیں۔ زیادہ دیر تک یہ گروہ قائم نہ رہے گا چند دن میں یہ برائے نام جھگڑا مٹ جائے گا اور ایک نام کے ساتھ کام ہونے لگے گا۔

مجلس احرار کا سب سے پہلا جلسہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۲۹ء کانگریس کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہوا۔ جس میں سید عطاء اللہ شاہ نے میری صدارت میں تقریر کی اور کہا کہ ''میں چاہتا ہوں کہ مسلمان نوجوان ہندوستان کی آزادی کا ہراوّل ثابت ہوں آزادی کے حصول کا فخر ہمارے حصے میں آئے۔''

اس کے تھوڑے عرصے کے بعد سول نافرمانی کا آغاز ہوا اور کانگریس کے جھنڈے تلے سب نے مل کر قربانیاں پیش کیں۔

مولانا محمد علی اور لالہ لاجپت رائے ازل سے ایک طبیعت لے کر آئے تھے۔ دل دریا، مزاج پر جوش تھا طبیعت کی طغیانی کے باعث امنڈتے دریا کی طرح کہیں ڈھاتے تھے کہیں بناتے رہتے تھے۔ مولانا نے کانگریس سے ناراض ہوکر مسلم کانفرنس کی طرح ڈالی تھی خلافت مرکز یہ کا فعال طبقہ دو گروہوں میں تقسیم تھا۔ کانگریسی حصہ کم پر جوش نہ تھا۔ اسی نے کانگریس کی تحریک میں مسلمانوں کے شایانِ شان قربانیاں کیں کانگریس کی اس سول نافرمانی میں احرار کے موجودہ کارکن روح رواں تھے وجوہات سمجھ میں نہیں آئیں مگر خود مسلمان کارکنوں نے بھی جیل سے واپس آ کر محسوس کیا کہ ہندو ''گاندھی اردن'' پیکٹ کو محض اپنے ایثار کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ذمہ دار مسلمان کانگریسیوں کے اشارے پر مسلمان محبوسین کی فہرستیں شائع کی گئیں تا کہ یہ اثر دور ہو محولہ پیکٹ کے بعد ہندو عوام پر ایک نشہ سا طاری تھا۔ مسلمان یونہی کچھ کھوئے کھوئے سے تھے اگر پرانا خلافتی گروہ سارے کا سارا کانگریس کے شامل حال ہوتا تو شاید مسلمان ہندوؤں کی طرح اس فتح کو اپنی فتح سمجھتے مگر نہرو رپورٹ کے بعد مسلم عوام کی نظر میں کانگریس ایک ہندو جماعت بن گئی تھی۔ کانگریس میں جو مسلمان تھے ان کی دیانت پر برملا شبہ ظاہر کیا جانے لگا تھا۔

نہرو رپورٹ:

کانگریسی رہنما فریب افرنگ میں مبتلا ہوکر ان ہونی بات کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ یعنی غلامی میں آزادی کا ایسا آئین تیار کرنے لگے جو برطانیہ کے اس چیلنج کا جواب ہو کہ حکومت ہندوستان کے مشترکہ فارمولا کی بنیاد پر نیا

آئین تیار کرنے کو آمادہ ہے۔ لارڈ بروکن ہیڈ وزیر ہند جانتے تھے کہ نہ نومن تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔ لکھنو آل پارٹیز کانفرنس میں صلح کے تار ہلائے گئے۔ امید کی رادھا ناچے گی۔ لکھنو آل پارٹیز کانفرنس میں صلح کے تار ہلائے گئے۔ امید کی رادھا ناچی۔ مگر آنگن ٹیڑھا نظر آیا۔ اتفاق کی بجائے اختلاف کی خلیج کا پاٹ اور بڑھ گیا۔ شہرت اور عزت شریف انسان کے دل کی بدترین کمزوری ہے جس جگہ ذرا سی سبکی ہو وہ اسے ضرورت سے زیادہ محسوس کرتا ہے۔ مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی کے مقابلے میں گنوار کا لٹھ سمجھے جاتے تھے لیکن عوام میں کام کرنے کا ڈھنگ وہ سب سے زیادہ جانتے تھے۔ مولانا محمد علی آل پارٹیز لکھنو کے ایام میں حج کو گئے ہوئے تھے۔ شوکت علی وہاں موجود تھے مگر کٹے ہوئے پتنگ کی طرح کچھ الگ الگ اور مولانا آزاد وہاں بیاہ میں نائن کی طرح کارفرما تھے۔ ہندوستان کی سیاسیات میں موتی لعل ایک ضدی طبیعت، زود رنج مگر صاف دل راہ نما تھے۔ وہ محمد علی اور شوکت علی سے زیادہ مولانا آزاد سے مانوس تھے۔ انھوں نے مولانا شوکت علی کو حتیٰ الامکان آل پارٹیز کی کارروائیوں میں نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔ شوکت ایسی چوٹوں کو خاموشی سے سہنا نہ جانتے تھے۔ فوراً جوابی کارروائیوں میں لگ گئے اور کانفرنس کو ناکام بنانے کے جوڑ توڑ کرنے لگے۔ عمل پر آمادہ شوکت علی بے پناہ قوت تھے اسی جگہ مسلمانوں کے ایک متقدر لیڈر کو نہرو خاندان سے بدظن کر دیا۔ حالاں کہ علی برادران کے لفٹنٹ مسٹر ''شعیب'' قریشی جو بعد میں مولانا محمد علی کے داماد بنے نہرو رپورٹ کے مجوز تھے۔ نہرو رپورٹ کی بنیاد دو موٹے اصولوں پر رکھی گئی تھی۔ جنوبی افریقہ کی طرز کی وحدانی حکومت اور مخلوط انتخاب، مجلس احرار کے موجودہ کارکن وحدانی حکومت کے قائل نہ تھے۔ اور وہ صوبوں کی آزادی کے ساتھ فیڈریشن کا قیام چاہتے تھے۔ بطور آخری چارہ کار ہر بالغ کے ووٹ کی بنا پر مخلوط انتخاب کو قبول کرنے پر بھی تیار ہو گئے تھے۔ کیونکہ مولانا ظفر علی خان، ڈاکٹر عالم اور پنجاب کے کئی اور ساتھیوں کو مخلوط انتخاب پر اصرار تھا۔ میری اپنی طبیعت علیحدہ انتخاب کی طرف رجوع تھی۔ سب کا خیال تھا کہ مخلوط انتخاب کو پنجاب پارٹی نہ مانے گی سچ یہ ہے کہ احرار کا موجودہ گروہ آخری وقت تک علیحدہ انتخاب پر مصر تھا۔ مولانا شوکت علی خوش تھے۔ مجھے بار بار خیال آتا تھا کہ نہرو رپورٹ سکھوں کی موت ہے۔ نہرو آئین میں سکھوں کے لیے ایک سیٹ حاصل کرنے کا بھی کوئی موقع نہیں۔ سکھ ہر ضلع میں اقلیت میں ہیں لیکن سکھ مطمئن تھے کہ پنجاب کے مسلمان مخلوط انتخاب کو ہرگز نہ مانیں گے۔ کانفرنس کے آخری دن سر تیج بہادر سپرو، موتی لعل، سر علی امام، لالہ لاجپت رائے، سروجنی نائیڈو، مولانا آزاد اور پنڈت مدن موہن مالوی پنجابی مسلمانوں کے سر ہو گئے کہ بھلے لوگو! کام نہ بگاڑو۔ سکھوں کو کامل یقین تھا کہ پنجاب کے کارکن مسلمان مخلوط انتخاب کو قبول نہ کریں گے۔ ہم نے ان لیڈروں کی وساطت سے دریافت کیا کہ آیا سکھ پنجاب میں نہرو رپورٹ کے فارمولے کو مان لیں گے؟ سب کے سامنے انھوں نے اقرار کیا کہ ہمیں منظور ہے۔ ہم نے بھی اعلان کر دیا کہ پنجاب میں نہرو رپورٹ کو قبول کر لیں گے۔ پھر کیا تھا خالصاجی کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ان کے اندھے لیڈر در گیانی شیر سنگھ نے آنکھیں پھیر کر کہا کہ صاحبو! تمھاری پوزیشن بُری ہو گئی ہے۔ ہم نہرو رپورٹ منظور نہیں

کر سکتے۔ خالصہ جی کی اس زُود پشیمانی پر ہم کو ہنسی آئی اور لیڈروں کو پریشانی ہوئی۔ ہمیں میاں سر فضل حسین کا مختلف قوموں کے خصائص کا نظریہ سچ نظر آیا۔ میاں صاحب موصوف فرمایا کرتے تھے کہ انگریز کام کرنے سے برسوں پہلے سوچتا ہے ہندو مہینوں پہلے نقشہ تیار کرتا ہے مسلمان عین وقت پر سوچنے لگ جاتا ہے اور خالصہ جی کی قوم کام کرنے کے بعد غور کرتی ہے۔ واقعی سکھوں نے اس موقع پر ایسا ہی کیا۔ پھر ان پر زور دیا گیا تو انھوں نے دستخط کر دیئے پھر نتیجہ سمجھ میں آیا تو اعلان کیا کہ ہم نے (UNDER PROTEST) دستخط کیے ہیں۔ ایسی ہی نادانیوں کے باعث دانائے فرنگ مسٹر رامزے میکڈانلڈ وزیر اعظم انگلستان سے گول میز کانفرنس کے موقع پر ’’دلچسپ قوم‘‘ کا خطاب حاصل کیا تھا۔ سردار سمپورن سنگھ نے بھی عدالت کے سامنے اسی دعوے کو زندہ رکھا اور ساری کانگریس کی سول نافرمانی کے سر خاک ڈال دی۔

گاندھی اور مَالوِیہ مخالفوں میں:

دوستوں کی طرف سے میں نے کھلے اجلاس میں صوبوں کی آزادی اور فیڈریشن کی قائمی کے حصول کو منوانے کی ناکام کوشش کی مجھے تعجب ہوا۔ کہ میری ترمیم کو مسلمان نہ سمجھ سکے اہل الرائے مجھ سے پوچھتے تھے اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ زمانے کے انقلاب ہیں۔ وہی لوگ اب پاکستانی بنے بیٹھے ہیں۔ جو نہرو رپورٹ کو اسلامی سیاسیات کے لیے تریاق سمجھتے تھے۔ اور اس کو بلاشرط قبول کرنے پر زور دیتے تھے۔ اور چھوڑو یہی مسٹر جناح جو پاکستان کی خیالی سلطنت کے شہنشاہ ہیں ہمیشہ مخلوط انتخاب کے لیے جان دیتے رہے۔ وہ فارمولا جو دہلی پروپوزل (PROPOSAL) کے نام سے مشہور تھا۔ مخلوط انتخاب کے نام پر مرتب ہوا تھا جس کے مجوزین میں مولانا محمد علی، مسٹر جناح، ڈاکٹر انصاری وغیرہ ہر طبقے کے مسلمان شامل تھے۔ لیکن نہرو رپورٹ پر طوفان اٹھایا گیا اور بڑا کامیاب طوفان۔ اس لیے کہ اس پر دستخط کرنے والے نسبتہً غریب جماعت کے مسلمان تھے۔ ورنہ یہ نہیں کہ کچھ اصول سے اختلاف تھا۔ میاں سر فضل حسین نے تو تمام مسلمان ممبران کونسل کے سامنے میری تصریحات سن کر صاف کہہ دیا تھا کہ ’’جو کچھ تم کر آئے ہو وہ مسلمانوں کے لیے غیر مفید نہیں لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ پنجاب کا ہندو اور سکھ نہرو رپورٹ کو قبول نہیں کرے گا۔ اس لیے عملی دنیا میں نہرو رپورٹ ایک بے معنی دستاویز ہے اس کی حمایت کا اعلان نہیں کر سکتا‘‘۔

سر سکندر حیات خان جو اس وقت گمنامی کے گوشے میں پڑے تھے۔ نہرو رپورٹ کے حق میں زیادہ گرم جوش تھے۔ باوجود اس کے ایک دنیا گواہ ہے کہ ہم پر خِشت باری کی گئی ہمیں برملا رخمی کیا گیا۔ مولانا محمد علی باوجود کانگریس سے روٹھ جانے کے زندگی کے آخری لمحوں تک مخلوط انتخاب کے علم بردار رہے لیکن اونچے طبقے کے لوگوں نے عوام کو بھڑکا کر ہمارے خلاف غصہ نکالا۔ ادھر ہندو پریس کا یہ حال کہ وہ سکھوں کو بھڑکا کر نہرو رپورٹ کی مخالفت کو ہوا دیتے تھے۔ لکھنو سے واپس ہو کر سکھ دستخط کنندگان نے نہرو رپورٹ کی علانیہ مخالفت شروع کر دی۔ پنڈت مالویہ اور مہاتما گاندھی نے ان کی پیٹھ ٹھونکی اور صاف صاف کہہ دیا کہ نہرو رپورٹ کی تجویز میں سکھوں کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔

حق بات تو یہ ہے کہ پنڈت موتی لعل سیاسیات میں ایک منہ زور گھوڑے کی طرح تھے جن سے معاصرین ڈرتے تھے اور جن کو ناپسند کرتے تھے۔ اس لیے کہ جو بیوی دل پسند نہیں۔ اس کے کام میں اوجکیڑے پڑتے ہیں۔ نہرو رپورٹ بالآخر راوی کی لہروں میں اس لیے بہادی گئی کہ یہ جواہر لال اور موتی لال کی کاوشوں کا نتیجہ تھی۔ نوجوان نہرو روس کی اقتصادی تحریک سے متاثر تھا۔ سرمایہ دار طبقہ اس کے نام کا اچھلنا پسند نہ کرتا تھا۔ لیکن تقدیر کی انمٹ تحریر کہو یا واقعات کی مجبوری کہ گاندھی جواہر لال کو نظر انداز نہ کرسکا۔ اسے کانگریس کا صدر بنا کر اس کی رفتارِ ترقی کو روکا اور اس کے خیالات کو پابند کردیا۔ اس طرح سرمایہ داروں کے مہاتما گاندھی کا کمیونسٹ جواہر چیلا بنا۔ انقلاب زندہ باد کا شیدائی، گاندھی کی جے پکارنے لگا۔ ہندوستانی عوام کی قسمت کا چراغ روشن ہو کر بجھ گیا۔ ہندوستان میں کوئی ایسی شخصیت نہ رہی۔ جو غریب عوام کو سرمایہ داروں کے جال سے نکالنے کا اعلان کرتی۔

اختلاف کی ابتداء:

اس دور کو سمجھنے کے لیے کچھ اور واقعات کے رُخ سے پردہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ خلافت کی تحریک بظاہر ایک فرقہ وارانہ تحریک تھی۔ لیکن گاندھی کی شخصیت نے اس کو عمومی رنگ دے کر انگلستان کے لیے ایک نئی مشکل پیدا کردی۔ اور سچ یہ ہے کہ خلافتی مسلمان عملی طور پر یہ سوچنے لگا کہ ہندو اور مسلمان کو بطور ایک قوم کے کام کرنے کے سوا چارہ کار نہیں۔ ہندوستان کی آزادی کے سوا جماعتی اور قومی مشکلات کے حل کی اور کوئی صورت نہ تھی۔ اس لیے ہندو اور مسلمان سیاسیین ابتدائی تین چار سال تک تو شیر و شکر رہے۔ مگر پھر ایک دوسرے سے کچھ اکتا سے گئے۔ موپلوں کی بغاوت میں ہندوؤں پر موپلوں کی طرف سے کچھ سختی ہوئی۔ شمالی ہند کے کچھ ہندو اخباروں نے واقعہ کو اُچھالا۔ ہندوؤں کے ایجی ٹیشن کے خوف سے جمعیۃ العلماء نے اپنے لاہور کے اجلاس میں مولانا آزاد کی سرکردگی میں موپلوں کی مذمت کا ریزولیوشن پاس کردیا، میں اس اجلاس میں موجود تھا۔ میں نے مخالفت اس بناء پر کی کہ اس ریزولیوشن سے گورنمنٹ موپلوں کو لاوارث سمجھ کر تباہ کردے گی۔ لیکن میری تقریر خلاف ضابطہ قرار دی گئی۔ کیونکہ میں سند یافتہ عالم نہ تھا۔ لیکن واقعات نے میری رائے کے مطابق صورت اختیار کی حتیٰ کہ جنوبی ہند کا عام ہندو بھی موپلوں پر لرزہ خیز مظالم کی تاب لاسکا اور ان کی تباہی پر آنسو بہانے لگا۔ آنکھوں دیکھتے دیکھتے ۱۹۲۲ء موپلوں کی مکمل تباہی تحریک خلافت کا ایک افسوس ناک پہلو ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے حلقے سے ان کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی۔ شمالی ہند کے آریہ اخبارات بدستور مسلمانوں کے خلاف آگ برساتے رہے۔ ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند قبل از وقت رہا ہو کر میانوالی جیل سے باہر آئے اور شدھی کی تحریک کے علم بردار بنے۔ عوام میں اتنی برداشت کہاں کہ وہ سیاسی موافقت میں مذہبی مخالفت برداشت کرسکیں۔ چند ہزار ملکانوں کے نام مسلمان ہوجانے کو ہندوؤں نے ویدک دھرم کی فتح سمجھا اور قیاس کیا کہ بس اسی ایک سلسلے میں سارے مسلمانوں کو اُوم کے جھنڈے تلے کر کے چھوڑیں گے۔ مسلمانوں نے خیال کیا۔ خلافت کی بحالی تو دور کی کوڑی لانا ہے۔ آؤ ان مارِ آستین آریاؤں سے نپٹ لیں۔

ملکانوں کے علاقے میں دورہ کرنے سے مسلمانوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مذہب کی برتری کا سوال نہیں بلکہ چھوت کے باعث جو مسلمانوں میں مجلسی کمتری کی حالت پیدا ہو گئی ہے اس سے آریہ لیڈر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یعنی ملکانوں سے کہہ رہے ہیں کہ دیکھو! مسلمان ہمارے اچھوت ہیں۔ کیا تم عزت والے لوگ ان اچھوتوں کا جزو بن کر رہنا چاہتے ہو یا معزز لوگوں کی دعوت کو قبول کر کے اپنا درجہ بلند کرنا چاہتے ہو؟

ظاہر ہے کہ دنیا میں کوئی شخص مجلسی طور پر کم درجہ میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ ملکانوں پر مذہبی نہیں بلکہ مجلسی جادو چل گیا۔ اکثر قوموں نے مجلسی برتری حاصل کرنے کے لیے مذہب کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ اسلام میں یہی جادو تھا کہ وہ گری ہوئی قوموں کا فوراً مجلسی درجہ بلند کر کے ادنیٰ کو اعلیٰ کے برابر بنا دیتا تھا۔ مگر اب مسلمان ہندوستان میں ہندو کا اچھوت رہنے پر مطمئن ہو گیا ہے۔ اسلام میں مساوات کی کشش باقی نہ رہی۔ آخر کس خوبی کے باعث تبدیلی مذہب پر کوئی آمادہ ہو سکے؟ بہرحال اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سر پھٹول کا بازار گرم ہوا۔ آزادیٔ وطن کی جگہ تبلیغ و تنظیم، شدھی و سنگھٹن کا نعرہ بلند ہوا۔ لاہور، امرت سر، کوہاٹ اور ملتان میں بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگے گئے۔ اس میں مسلمانوں نے زیادہ چابک دستی کا ثبوت دیا۔ اس طرح بطور ایک دنیاوی تنظیم کے اہم مقابلے کامیاب رہے۔ لیکن بطور خیر الامت کے خدا کے حضور میں ہم ناکام ٹھہرے کیونکہ بہت سے بے گناہوں کا خون بہایا گیا۔ حالانکہ بطور سچے مسلمان کے ہمارا حق یہ تھا کہ ہمسائے کی جان و مال کی حفاظت میں جانیں لڑا کر اخلاق اسلامی کا ثبوت دیتے۔ کیوں کہ میری ساری دلچسپی مسلمانوں کے عمل سے ہے۔ اس لیے مجھے دکھ ہے تو یہ کہ ہم بلووں میں اسلامی معیار کے مطابق پورے نہیں اترتے۔ غیروں کی طرح بازاری اخلاق کے مرتکب ہوتے ہیں۔

فرقہ وارانہ فسادات کے متعلق احرار کے موجودہ گروہ کا اوّل روز سے یہ نظریہ رہا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہمیں زیادہ سے زیادہ حفاظت خود اختیاری میں مرنے اور مارنے کا حق ہے۔ لیکن خود بلوہ کر کے ہندوؤں پر ٹوٹ پڑنے کا حق نہیں۔ بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں پر تو کسی حال میں بھی ہاتھ اٹھانا ٹھیک نہیں۔ سچا مذہب تو جماعتی ذہن کے تابع ہو گیا ہے۔ دوسری قوم کی عداوت کے مقابلے میں خود ناانصافی کر گزرنا جائز سمجھا جانے لگا ہے۔ حالانکہ حکم حق اور ہے۔

(جاری ہے)

اخبار الاحرار

مجلس احرار اسلام ملتان کی سرگرمیاں: (فرحان حقانی)

21 اگست 2020ء بروز جمعۃ المبارک مجلس احرار اسلام کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے دار بنی ہاشم میں خطبہ جمعۃ المبارک میں امیر المومنین، امام المتقین، خلیفہ و امام دوم، مراد رسول، داماد علی المرتضی سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت و سوانح پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عدل و انصاف کا ایسا مضبوط نظام قائم کیا کہ آپ عدل و انصاف کا استعارہ بن گئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے''۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر کے حکمرانوں کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور حکومت بہر حال ایک مثالی حیثیت کا حامل ہے، آپ کا اسوہ حسنہ امت کے لیے مشعل راہ ہے۔ اسلام کو ان کے دور حکومت میں بہت زیادہ شان و شوکت نصیب ہوئی۔ اللہ کے رسول کی مراد بن کر آئے اور یہود و مجوس پر ایک آہنی دیوار بن کر گرے۔ دریں اثناء مجلس احرار اسلام ملتان کے زیر اہتمام خطیب الامت، بطل حریت، مجاہد ختم نبوت حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ کی دینی و سیاسی، ملی و قومی اور تحریک آزادی میں بے مثال و قائدانہ کردار ادا کرنے پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے 59 واں سالانہ امیر شریعت سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، مرکزی نائب ناظم سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر مولانا محمد اکمل، مولانا سید عطاء المنان بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی انگریز سامراج کے برصغیر سے انخلاء اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جدوجہد ہمیشہ مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار نے امت مسلمہ میں بیداری پیدا کی اور اس بیداری کو اگلی نسل تک منتقل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے پرامن جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں امریکہ اور اقوام متحدہ قادیانیوں کی پاکستان دشمن سرگرمیوں کو سپورٹ کر رہے ہیں اور بعض بین الاقوامی این جی اوز قادیانیوں کو لابنگ اور فنڈنگ کے ذریعے مستحکم کر رہی ہیں۔ سیمینار میں متفقہ قرارداد کے ذریعے متحدہ عرب امارات کی جانب سے اسرائیل امن معاہدہ کو فلسطینی مسلمانوں کے خون سے غداری قرار دیتے ہوئے اس کی پرزور الفاظ میں مذمت کی اور اسے عالم اسلام اور اہل فلسطین کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی کوشش قرار دیا۔

اس موقع پر مجلس احرار ملتان کے مفتی محمد قاسم احرار، مولانا عبد القیوم احرار، قاری عبد الناصر صدیقی، سعید احمد انصاری، ڈاکٹر عبد الغفور احرار، محمد بلال بھٹی، قاری محمد عاصم احرار، فرحان حقانی، حافظ شاکر خان خاکوانی، شیخ محمد لقمان منشاد، محمد طارق چوہان، شیخ محمد مغیرہ، محمد عدنان ملک، محمد عدنان معاویہ، مفتی مجاہد الرحمٰن، حافظ محمد مغیرہ سمیت دیگر نے بھی شرکت و خطاب کیا۔

30 اگست 2020ء کو مجلس محبان آل و اصحاب رسول علیہم الرضوان کے زیر اہتمام دار بنی ہاشم، مہربان کالونی میں منعقدہ 47 ویں قدیمی روایتی مجلس ذکر حسین سے سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا اسوہ امت کے لیے مشعل راہ ہے۔ حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے لے کر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تک تمام اجلہ صحابہ کو یہودی سازش کے تحت شہید کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دین امن ہے اور صحابہ کرام امن کے داعی اور رسول امن صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبع اور فرمانبردار تھے۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام تاریخی نہیں بلکہ قرآنی شخصیات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

خاندان اور آپ کے اصحاب سے محبت ایمان وعقیدے کی بنیاد ہے۔

انہوں نے کہا وطن عزیز پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور یہاں اسلامی شعائر اور مقدسات کی توہین معمول بنتا جارہا ہے۔ آئے روز صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کی جارہی ہے۔ محرم الحرام میں ملک کے امن وامان کو داؤ پر لگایا جاتا ہے اور فرقہ وارہت پھیلائی جاتی ہے۔ فتنہ پرور لوگ ملک کے امن کو تباہ کرر ہے ہیں اور یہاں بھی شام، لبنان اور عراق جیسی صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں جبکہ حکومتی ادارے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب قانون پر عمل نہیں کیا جائے گا تو لوگ قانون کو ہاتھ میں لینے پر مجبور ہوں گے۔

سید عطاء اللہ ثالث نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ روایات کا مجموعہ ہے اس کو قرآن وسنت پر پرکھا جائے گا اور پھر فیصلہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر کے بدترین دہشت گردی کی گئی۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہمارے عقیدہ وایمان کا حصہ ہیں۔ حضرت حسین سمیت تمام جماعت صحابہ کی توہین کرنا شرعاً وقانوناً جرم ہے۔ مجلس کے آخر میں اسلام آباد میں آصف رضا علوی کی طرف سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور کراچی کے ایم اے جناح روڈ پر 10 محرم کے جلوس میں خلیفہ راشد سیدنا معاویہ اور سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہما پر حکومتی سرپرستی میں کھلم کھلا تبرا کرنے کے خلاف مذمتی قرارداد منظور کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ملزمان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور اس قسم کے تمام واقعات کو روکا جائے اور ان جلوسوں اور مجالس کے لائسنس اور اجازت نامے منسوخ کیے جائیں۔

مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ سے سید عطاء المنان بخاری، مفتی سید صبیح الحسن، مولانا محمد اکمل اور فرحان حقانی نے بھی خطاب کیا جبکہ حافظ محمد اکرم احرار اور شیخ حسین اختر لدھیانوی نے بارگاہ حسینی میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

☆......☆......☆

رپورٹ: حافظ محمد سفیان احرار (ناگڑیاں)

مرکزی نائب امیر جناب سید محمد کفیل بخاری اور ڈاکٹر محمد آصف صاحب کا ناگڑیاں ضلع گجرات کا تبلیغی وتنظیمی دورہ

نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری مدظلہ 6/اگست 2020ء بروز جمعرات صبح ملتان سے روانہ ہوئے۔ دن 1 بجے ڈسکہ سیالکوٹ سے ہوتے ہوئے مجلس احرار اسلام کے مرکز جامع مسجد احرار ومدرسہ ختم نبوت ماڈل ٹاؤن گجرات میں نماز عصر ادا کرنے کے بعد ہمارے بزرگ کرم فرما چودھری ارشد مہدی کی رہائش گاہ پر دعوت عصرانہ میں شریک ہوئے۔ جہاں مولانا قاری احسان اللہ اور بھائی کاظم اشرف احرار بھی موجود تھے۔ مغرب سے پہلے مرکز احرار مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں پہنچے۔ جہاں قاری ضیاء اللہ ہاشمی، حافظ سکندر، حافظ عطاء المحسن اور راقم شاہ جی کے انتظار میں کھڑے تھے۔ شاہ جی نے نماز مغرب مدرسہ میں ادا کی۔ 7 اگست کے جمعۃ المبارک کا خطبہ حافظ نور محمد مرحوم کے گاؤں کی جامع مسجد خلافت راشدہ چھوکر خورد میں دیا۔ جہاں کبھی محسن احرار، ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ بھی خطاب کیا کرتے تھے۔

سید محمد کفیل بخاری نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اسلام کے لیے عظیم الشان خدمات اور قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسلام کے محسنین میں ہیں۔ انھوں نے تا دمِ آخر مسلمانوں کے اتفاق واتحاد کو ترجیح دی اور اسی پر استقامت کے ساتھ مظلومانہ شہادت پائی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ

عنہ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنھوں نے ابتداء میں اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ عظیم المرتبت صحابی ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوہری نسبت حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں سیدہ رقیہ وسیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کو یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عقد میں دیا، اسی وجہ سے انہیں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ آپ کی شہادت کا واقعہ ماہ ذی الحجہ کی 18 تاریخ کو پیش آیا۔ آپ اسلام کے محسنین ومعاونین میں سرفہرست ہیں۔ خلیفۂ راشد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے تیسرے خلیفۂ راشد بنے۔ سیدنا عثمان سمیت تمام صحابہ علیہم الرضوان عظمت و رفعت اور ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سبائی سازش کا شکار ہوئے۔ آپ کی مظلومانہ شہادت تاریخ کا دردناک سانحہ ہے۔

شاہ جی کے رفیق سفر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے شعبہ دعوت وارشاد کے ناظم جناب ڈاکٹر محمد آصف نے 7/ اگست کے جمعتہ المبارک کا خطبہ جامع مسجد کالس میں دیا۔ ڈاکٹر محمد آصف نے جمعتہ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے لیے رحمت بن کر آئے، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہر دور میں ناکام ونامراد ہے، ختم نبوت ہمارے ایمان کا حصہ ہے جس کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ تمام مسلمانوں کو قادیانی فتنے کے مقابلے کے لیے متحد ہونے کی اشد ضرورت ہے، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور اس کی تبلیغ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ مسلمانوں کے ایمانوں کی حفاظت اور ان کو قادیانیوں کے دھوکہ دہی سے باخبر رکھنا ہر مسلمان کا نصب العین ہونا چاہیے۔

7/ اگست 2020ء کو بعد نماز مغرب ناگڑیاں میں امیر شریعت سیمینار منعقد کیا گیا، جو کہ امیر شریعتؒ کا اس گاؤں پر حق بھی ہے اور قرض بھی۔ سیمینار سے مجلس احرار اسلام کے نائب امیر، نواسئہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری مدظلہ نے خصوصی خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں انھوں نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی ساری زندگی برطانوی استعمار کی سرکوبی اور اس کے پروردہ قادیانی ٹولے کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں گزاری۔ حضرت شاہ جی انگریز کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن سمجھتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے انگریز، اور ایک چیز سے محبت ہے اور وہ ہے قرآن۔ حضرت شاہ جی کی دینی خدمت کا ایک اہم پہلو عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ اور تحفظ ہے۔ شاہ جی نے قادیانی ٹولے کے خلاف ہر محاذ پر پرجوش کردار ادا کیا۔ انہوں نے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے دل پر اس بات کو نقش کر دیا کہ قادیانی اسلام اور وطن کے غدار ہیں۔ ختم نبوت کی حفاظت، صحابہ کرام واز واج مطہرات علیہم الرضوان کی عزت وحفاظت ہی حضرت امیر شریعت کا پیغام ہے۔ سیمینار میں میزبان پروگرام ضلعی امیر، قاری ضیاء اللہ ہاشمی۔ صوبیدار اللہ رکھا (کوٹلہ)، مولانا احسان اللہ، قاری شعیب ندیم، مولانا غلام شبیر، مولانا مدثر نواز سرگانی، مولانا ثناء اللہ، بھائی کاظم اشرف، حافظ نذیر احراری، مولانا عدنان راج پور، سید بابر منیر شاہ، حافظ وسیم اللہ احرار، حافظ سکندر، حافظ عطاء الحسن، حافظ محمد سفیان، حافظ حسن عثمان، ودیگر حضرات نے بھرپور شرکت کی۔

19/ ستمبر 2020ء کو چناب نگر میں 12,11 ربیع الاول کو 43 ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کی مرکزی منتظمہ کمیٹی کے منعقدہ اجلاس کے بعد قاری محمد ضیاء اللہ ہاشمی کی معیت میں ڈاکٹر محمد آصف مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں میں پہنچے۔ صبح 8 بجے ڈاکٹر محمد آصف، مولانا عباس کے ساتھ چھوکر خورد کے لیے روانہ ہوئے۔ چھوکر خورد میں

قادیانی نمبردار سے اڑھائی گھنٹے ملاقات جاری رہی، جس میں ڈاکٹر آصف صاحب نے ان کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ عقیدۂ ختم نبوت قبول کرنے کی دعوت دی اور مرزا غلام قادیانی کے دجل وفریب سے ان کو آگاہ کیا۔ ڈاکٹر محمد آصف نے ان کو مرزا قادیانی کی تعلیمات پر غور وفکر کی دعوت دی کہ خود مرزا صاحب کی کتابوں کو ہی پڑھ لیں۔ وہاں سے ڈاکٹر صاحب جلالپور جٹاں پہنچے، جو قادیانیوں کا گڑھ ہے۔ وہاں دو قادیانیوں سے ملاقات کی جو رات 12 بجے تک جاری رہی۔ ان سے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مفصل بات چیت ہوئی اور مرزا کی جھوٹی نبوت سے فریب کے پردے دور کر کے دکھائے، ان کے سامنے بھی ڈاکٹر صاحب نے مرزا قادیانی کے مغلظات جو اس نے اپنی کتابوں میں لکھیں ان پر توجہ کرنے کی دعوت دی، جو کہ ان کے لیے راہ ہدایت کا راستہ ہے۔ تینوں قادیانی افراد نے ڈاکٹر صاحب کے دعوتی انداز کو سراہا اور ڈاکٹر صاحب سے دوبارہ ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا جو جلد ہو گی۔

20 نومبر کو ڈاکٹر آصف صاحب ناگڑیاں سے قاری ضیاء اللہ صاحب کے ساتھ گجرات کے لیے روانہ ہوئے اور وہاں سے دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور پہنچے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں خلوص نصیب فرمائے، اس دعوتی وتبلیغی دورے میں جن قادیانیوں سے ملاقات ہوئی انھیں راہ ہدایت پر چلنا میسر فرمائے اور ڈاکٹر صاحب کی شب وروز کی محنت کو قبول فرمائے۔

مجلس احرار اسلام تلہ گنگ چکوال کی سرگرمیاں:

26 اگست 2020ء مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ ختم نبوت کے خلاف کسی بھی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انہوں نے تلہ گنگ، دندہ شاہ بلاول، چکڑالہ اور پچنند میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ رسالت وختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے اور عقیدہ ختم نبوت میں ذرہ سی تشکیک حالت کفر وارتداد تک لے جاتی ہے۔ چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آ رہا ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ وعلیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ورسول پیدا نہ ہوگا اور عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرنے والے افراد یا گروہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہماری وراثت ہے۔ ہم کسی کو منصب رسالت میں نقب نہیں لگانے دیں گے۔ انہوں نے مبلغین کو ہدایت کی کہ وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں امت کے اجماعی عقائد کا مطالعہ کریں اور پھر انکار ختم نبوت پر مبنی فتنوں کے تعاقب کے لیے دنیا میں پھیل جائیں کہ یہی فطرت احرار ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے بتایا کہ 12,11 ربیع الاول کو چناب نگر کی قدیمی جامع مسجد احرار میں 43 ویں دو روزہ سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہو گی اور کانفرنس کے اختتام پر فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے لیے فقید المثال دعوتی جلوس نکالیں گے۔

27 اگست 2020ء مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کی زیر صدارت تحصیل لاوہ اور ضلع چکوال کے کارکنوں کا ایک تنظیمی اجلاس دندہ شاہ بلاول میں منعقد ہوا۔ جس میں اتفاق رائے سے مفتی محمد شعیب (خطیب مسجد تریڑاں تلہ گنگ) کو ضلع چکوال کا امیر، مفتی محمد آصف (لاوہ) نائب امیر، مولانا حنیف صابر (ڈھرنال) جنرل سیکرٹری اور مفتی عبدالودود کو تحصیل لاوہ کا امیر منتخب کرلیا گیا۔ اس موقع پر سید محمد کفیل بخاری نے امید ظاہر کی کہ نومنتخب عہدیداران حکومت الٰہیہ کے قیام، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور پاکستان کی سلامتی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ پیر عبدالقدوس نقشبندی، ڈاکٹر عمر فاروق احرار، حاجی خالد فاروق، مولانا تنویر الحسن، مولانا محمد حذیفہ اور مولانا محمد فیضان نے مجلس احرار اسلام تحصیل لاوہ اور ضلع چکوال کے عہدیداران کو مبارک باد پیش کی ہے۔

مسافرانِ آخرت

میاں غلام احمد جھنڈیر (جھنڈیر ریسرچ لائبریری میلسی) کے بیٹے اور میاں مسعود جھنڈیر کے بھتیجے ڈاکٹر محمد فیصل مسعود۔ انتقال: 5 ستمبر 2020ء کینیڈا

بھائی محمد طارق (شورکوٹ) کے بڑے بھائی شفیق الرحمٰن۔ انتقال: 5 اگست 2020

حاجی محمد ظفر رحمہ اللہ: مجلس احرار اسلام پیڑہ...... (تلہ گنگ) کے قدیم کارکن، محمد عمران اور محمد کامران کے والد 17 ستمبر کو ٹریفک کے ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔ حاجی محمد ظفر رحمہ اللہ ہمارے قدیمی مہربان اور شفیق انسان تھے۔ ابن امیر شریعت، حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کے مخلص دوستوں میں تھے۔

ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ: عظیم محقق اور مایہ ناز و منفرد سیرت نگار، ڈاکٹر محمد یسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ۔ انتقال: 16 ستمبر 2020ء۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم اس زمانے میں اردو سیرت نگاری میں تحقیق اور علمی ژرف نگاہی کی آبرو تھے۔ ہندوستان میں قیام تھا۔ علی گڑھ یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں تدریس و تحقیق کے فرائض سرانجام دینے کے بعد اب حالانکہ ریٹائر ہو چکے تھے مگر علمی سرگرمیاں اسی طرح برقرار تھیں۔ ان کی کتاب ''الجہات المغرضۃ حول التاریخ الإسلامی'' اسلامی تاریخ پر اپنوں اور پرایوں کے حملوں کا وقیع تنقیدی جائزہ ہے۔ انھیں جماعت صحابہ کے نسبتاً غیر معروف اراکین کے احوال و آثار سے خصوصی شغف تھا۔ عمر کے آخری حصے میں تفسیر اور حدیث سے ان کی دلچسپی بڑھ گئی تھی۔ بطور خاص مؤطا امام مالک کی مختلف روایتوں اور نسخوں کے تقابلی مطالعے کے کام کی طرف متوجہ تھے۔ معلوم نہیں کہ یہ مبارک کام انجام تک پہنچا یا نہیں۔ جب آخری بار پاکستان تشریف لائے تو 17 مارچ 2020ء کو لاہور میں ان سے پہلی اور آخری یادگار ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما جناب عبدالکریم قمر، ممتاز محقق ڈاکٹر ضیاء الحق اور ڈاکٹر محمد عارف گھانچی بھی ہمراہ تھے۔ ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ سے سیرت طیبہ و سیرت صحابہ کے موضوع پر کئی پہلوؤں سے گفتگو ہوئی اور ان کی علمی و تحقیقی گفتگو سے بھرپور استفادہ کیا۔ (مدیر)

ساہیوال: جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل چودھری ضیاء الحق ساہیوال کی والدہ ماجدہ، انتقال: 2 جولائی

چیچہ وطنی: قدیم، وفادار احرار کارکن مستری بشیر احمد مرشد کے والد گرامی خوشی محمد ٹھیکیدار 16 اگست اتوار کو انتقال کر گئے، مرحوم فدائے احرار شیخ اللہ رکھا مرحوم کے ساتھ کام کرتے رہے۔

چیچہ وطنی: محمد صفدر چودھری اور مفتی محمد عثمان کے کزن چودھری محمد اقبال اور ان کے بھتیجے سمیت 5 افراد 26 اگست بدھ کو جڑانوالہ کے قریب ایک حادثے میں فوت ہو گئے۔ جن میں محمد شفیق بلاک 15 کے جواں سال بیٹے محمد اعظم ثانی بھی شامل تھے۔

چیچہ وطنی: حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کے پھوپھی زاد بھائی محمد امجد ڈوگر، انتقال: 10 ستمبر 2020ء

کمالیہ: جماعت کے سینئر رہنماء حاجی عبدالکریم قمر کی چچی صاحبہ، انتقال: 19 ستمبر 2020ء

چیچہ وطنی: دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے دیرینہ رفیق بھائی محمد رمضان کی ممانی صاحبہ، انتقال: 17 ستمبر (جلہ آرائیں)

مجلس احرار بدلی شریف رحیم یار خان کے قدیم کارکن ماسٹر غلام سرور، انتقال: 28 ستمبر، مرحوم کا ابنائے امیر شریعت بالخصوص مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہما اللہ کے ساتھ عقیدت و محبت کا تعلق تھا۔

قارئین اپنی دعاؤں میں تمام مرحومین کو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائیں۔ آمین

قرآن کے پیغامی • لانبی بعدی
بسلسلہ
سیرۃ خیر البشر ﷺ
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد
سالانہ
عالمی محفل حسن قراءۃ
بتاریخ
10 ربیع الاول
28 اکتوبر 2020
بروز بدھ بعد نماز ظہر
ان شاء اللہ العزیز
بمقام جامع مسجد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
بستی برار • جلال پور پیروالا
حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب
قاری محمد شریف صاحب حفظہ اللہ
حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب
محمد خالد صاحب
محمد رفیق صاحب
اسد اللہ عمر صاحب
محمد عمر فاروق
حبیب الرحمان خان
عبد الغفور معاویہ صاحب
قراء کرام
فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد سمیر بلال صاحب حفظہ اللہ
اسلامی جمہوریہ مصر
فضیلۃ الشیخ القاری المقری محمد سامح زینیہ صاحب حفظہ اللہ
اسلامی جمہوریہ مصر
منتظمین
مولانا شفیق الرحمان صاحب
قاری محمد ارشاد صاحب
بھائی جندوڈا صاحب
بھائی محمد اجمل صاحب قادری
بھائی محمد یوسف رحمانی
بھائی محمد یاسر صاحب
بھائی محمد فیاض صاحب
بھائی عبد الرشید صاحب
بھائی شیخ محمد علی صاحب
قاری محمد حسنین صاحب
بھائی جام محمد شہزاد صاحب
بھائی جام محمد نعیم صاحب
بھائی جام محمد منیر صاحب
نواسہ امیر شریعت
قائد احرار حضرت مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری صاحب
حسنی حسینی
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
استاذ العلماء حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ
استاذ العلماء خادم احرار حضرت مولانا محمد اکمل صاحب مدظلہ
زیر اہتمام
مجلس احرار اسلام جلالپور پیروالا ضلع ملتان
0345-1591463
0301-5744019

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!

فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ

آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس